ہدایات
کشتہ سازی
پنڈت کرشن کنور دت شرما
ادارہ مطبوعات سلیمانی بہ بی ارد و بازار لاہور
کتب خانہ طبیب | Facebook

ہدایات کشتہ سازی

پنڈت کرشن کنور دت شرما

نو آموز کشتہ
سازوں کی رہنمائی
کے لیے نہایت ہی آسان اور عام
فہم زبان میں کشتہ جات کی تیاری کے متعلق
اہم ہدایات۔ کشتہ جات کے بے نظیر اور اکسیری فوائد
کشتہ جات کے خلاف بے بنیاد پراپیگنڈے کے بارے میں
مختصر بحث ....

ادارہ مطبوعات سلیمانی
۳۰ بی ـــــ اردو بازار ـــــ لاہور

ناشر ــــــــ عبدالوحید سلیمانی

طابع ــــــــ اللہ والا پرنٹرز

سنہ طباعت ــــــــ ۱۹۷۷ء

قیمت ــــــــ ۲/- روپے

(اللہ والا پرنٹرز لاہور)

کشتہ جات کیا ہیں؟

جس طرح خدا کی قدرت کاملہ نے گھنے جنگلوں میں پیدا ہونے والی اور روزمرہ ہمارے پاؤں کے روندے جانے والی جڑی بوٹیوں میں عجیب و غریب تاثیریں پنہاں کر رکھی ہیں۔ اسی طرح سے پہاڑوں کے پتھروں، سمندری جانوروں کے گھونگھوں، اور زمین کا سینہ چیر کر کانوں سے نکالی جانے والی معدنی چیزوں میں بھی عقل کو حیران کر دینے والی خاصیتیں پیدا کر رکھی ہیں۔ انسان دنیا میں خدا کا خلیفہ ہے اور اس تمام کائنات ارضی کا وارث و مالک۔ اس نے اپنی فلک پرواز عقل سے جس طرح آسمان کے تارے توڑے ہیں۔ اسی طرح سے یہ بھی معلوم کر لیا ہے کہ کون سی جڑی بوٹی میں خدا تعالٰے نے کون سی خوبی چھپا رکھی ہے۔ اسی طرح اس کے تجربے اور تمیز نے اسے یہ بھی بتا دیا ہے کہ فلاں پتھر، فلاں سمندری جانور کا خول، فلاں جنگلی جانور کا سینگ، فلاں دھات جسم انسانی کو یہ نفع اور یہ نقصان پہنچا سکتی ہے۔ جڑی بوٹیوں کا استعمال تو کچھ مشکل نہیں ہے۔ جوشاندہ، خیساندہ، گولی، سفوف، عرق یا شربت بنایا اور کھلا پلا دیا۔ جڑی بوٹیاں اپنی لطافت اور نرمی کی وجہ سے جلد ہی ہضم ہو کر جسم انسانی کو اپنا مخصوص نفع بخشنا شروع کر دیتی ہیں۔ مگر ان سنگ خارا کی چٹانوں کے ٹکڑوں کا ہضم کرنا ایک ٹیڑھی کھیر ہے۔ یاقوت کا ایک ریزہ کھا لیا جائے۔ تو وہ ہضم نہ ہو سکے گا۔ سونے کا ٹکڑا پیسنے سے پسا نہیں جائے گا۔ چبانے سے دانتوں تلے نہیں ٹوٹے گا۔ کسی طرح حلق سے نیچے اتار بھی لیا گیا تو معدہ اسے ہضم کرنے سے انکار کر دے گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہمیں کسی خاص ہنر کی ضرورت ہے، جو ان چیزوں کو اس قابل بنا سکے کہ جسم انسانی سے انہیں ہضم کر کے ان کے صحت بخش اثر سے فیض یاب ہو سکیں۔ پس علم حکمت کی وہ شاخ جو یہ بتاتی ہے کہ کس طرح کسی دھات یا اپدھات، رتن یا اپ رتن وغیرہ کو ہم بے ضرر اور جسم انسانی کے لیے مفید بنا سکتے ہیں۔ علم کشتہ جات کے نام سے موسوم ہے۔ جب سونا یا چاندی یاقوت یا ہیرا، سیپ یا مونگا، بارہ سنگھے کا سینگ یا ہڑتال اس قابل بنائے جاتے ہیں کہ ان کے کھانے سے جسم انسانی پر ان کا فیض بخش اثر تو ہو مگر ان کی مضرت رفع ہو جائے

اور وہ آسانی سے ہضم بھی ہوسکیں۔ تو وہ کشتہ جات کہلاتے ہیں۔

کشتہ جات کا رواج

ہندوستان کے جنگلوں اور پہاڑوں کی گھاٹیوں میں رہنے والے رشیوں اور منیوں نے قدیم زمانہ میں ہی کشتہ جات تیار کرنے کا راز معلوم کر لیا تھا چنانچہ ایورویدک فن طب جو دُنیا کی تمام طبوں کی جنم داتا ہے کشتہ جات کے تیار کرنے اور اُن سے نفع حاصل کرنے کے طریقوں پر نہایت تفصیل سے بحث کرتی ہے۔ ایورویدک فن طب میں کشتہ جات کے علاج کو بہت زیادہ اہمیت دی گئی ہے اور ان کے فوائد کو عام طور پر ظاہر کرنے کے لیے بہت سی کتابیں لکھی گئی ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ علم کشتہ جات ایورویدک فن طب کے دامن کا ایک ایسا چمکتا ہوا لعل ہے جس سے مشرق و مغرب کے تاریک ترین گوشے بھی منور ہوتے جا رہے ہیں۔ سونے کے مرکبات زمانہ قدیم سے رشیوں نے تپ دق کے لیے مفید و مجرب قرار دیئے تھے۔ لیکن مغربی طب آج بھی یہ بات معلوم کرتی ہے کہ سونا واقعی تپ دق کے لیے عجیب چیز ہے۔ چنانچہ تپ دق کے علاج میں اس وقت مغربی ڈاکٹر سونا بہت کثرت سے استعمال کر رہے ہیں اور اس کی تعریفیں کرتے نہیں تھکتے۔ بہاندیدہ بزرگ بعض سنیاسیوں اور ویدوں کے حیرت انگیز اور کرشمہ کار علاجوں کا تذکرہ کیا کرتے تھے۔ دراصل یہ سب کشتہ جات ہی کی خوبیاں تھیں جنھوں نے اُن باکمال لوگوں کا نام چار دانگ عالم میں مشہور کر دیا۔ کسی بلند پایہ کشتہ کی ایک چاول آدھ چاول بھر کی خوراک بعض دفعہ ایسے تعجب خیز کرشمے دکھاتی ہے۔ جو دوسری دواؤں کے پیالے کے پیالے نہیں دکھا سکتے۔ دہلی کے طبیبوں کا نام دنیا کے گوشے گوشے میں مشہور ہو چکا ہے۔ ان کی شہرت و ناموری کی وجہ ان کی تشخیص و تجویز کے ساتھ کشتہ جات کے مسیحائی فوائد سے فیض یاب ہونا بھی ہے۔

کشتہ جات کی مخالفت

کشتہ جات کا علم خالص ایورویدک فنی طب کے موجدوں کا علم ہے۔ ہندوستان میں تو زمانہ قدیم سے کشتہ جات کا استعمال چلا آتا ہے۔ اب بھی کسی مشہور و معروف وید کا دواخانہ دیکھیے۔ اس کی خاص

الغرض مجرب دواؤں کا جزِ اعظم کشتہ جات ہی کو پاؤ گے۔ ہندوستان میں طبِ یونانی کی اشاعت ہوئی تو کشتہ جات کی مخالفت بھی شروع ہو گئی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ یونانی طبیب کشتہ جات کے علم و عمل سے سراسر ناواقف تھے۔ اُن کی طبی کتابوں میں ان کا کہیں ذکر نہ تھا۔ اس لیے وہ کشتہ جات کے حیرت انگیز خواص و افعال کی اہمیت کو سمجھنے سے قاصر رہے۔ بعد میں اگرچہ بعض نامور اطبا نے اپنی تصانیف میں ہندی طبیبوں کے اس زبردست راز کا تذکرہ کیا۔ اور کشتہ جات کی تعریف میں بہت کچھ کہا مگر کشتہ جات سے ناواقفیت کی وجہ سے اُن کی مخالفت کا جو بیج لوگوں کے دلوں میں بویا گیا تھا۔ وہ کب اُگنے اور جوان ہونے سے باز رہ سکتا تھا۔ چنانچہ اب تک یونانی طبیب ہی نہیں عام ہندو اور مسلمان کشتہ جات کے استعمال کے مخالف پائے جاتے ہیں۔ ذرا کسی مریض کو بتا دو کہ ہم فلاں کشتہ دے رہے ہیں، پھر دیکھیے کہ کس قدر اعتراض اس کی زبان سے سننے میں آتے ہیں "کشتہ کھانے سے بدن پھوٹ نکلتا ہے"۔ "اگر کشتہ کچا ہوا تو کئی مرض اور پیدا کر دے گا"۔ "کشتہ چالیس برس سے کم عمر میں استعمال نہ کرنا چاہیے"۔ "کسی مریض کا مرض ذرا بگڑ جائے اور وہ کسی وید کا علاج چھوڑ کر کسی یونانی حکیم سے رجوع کرے تو حکیم صاحب بلا تامل کہہ دیتے ہیں" جی فلاں وید نے کشتہ کھلا کر اس کا ستیاناس کر دیا ہے"۔ سرحد میں پٹھانوں میں عام طور پر اس قسم کی ضرب الامثال مشہور ہیں۔ "کشتہ مخور کشتہ شوی"۔ "کشتہ بدن را کشتہ کند"۔

بے بنیاد باتیں

اب قدرتی طور پر ناظرین کے دلوں میں یہ سوال پیدا ہو گا کہ کشتہ جات کی یہ مخالفت کسی حقیقی وجہ پر بھی ہے یا یونہی بے بنیاد باتیں ہیں۔ میں اس سوال کے جواب میں دونوں باتیں کہوں گا کہ یہ مخالفت کسی وجہ پر بھی مبنی ہے اور بے بنیاد بھی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ کشتہ جات بذاتِ خود بالکل بے ضرر ہیں

آیور ویدک فنِ طب کے پیروکار ویدوں اور سنیاسیوں کے ہزاروں سال کے تجربات نے یہ بات

روزِ روشن کی طرح آشکارا کر رہی ہے کہ کشتہ جات بذاتِ خود قطعاً بے ضرر ہیں۔ ان کے استعمال میں عمر کا تعین بھی کوئی نہیں۔ ایک کامل کشتہ بچہ، بوڑھا، جوان، مرد، عورت سب کے لیے یکساں طور پر مفید ثابت ہوتا ہے بشرط استعمال کرانے کا موقعہ و محل معلوم ہونا چاہیے۔ کشتہ جات کی مخالفت میں جو بے بنیاد باتیں زبان زد خاص و عام ہوگئی ہیں ان کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ

کشتہ جات نہایت ہی زود اثر ہیں

اس لیے اگر غلط موقعہ نامناسب مزاج یا زیادہ مقدار میں استعمال کیے جائیں تو اپنی زود اثری کی وجہ سے نقصان بھی شدید پہنچاتے ہیں۔ لیکن اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ کشتہ جات بذاتِ خود مضر ہیں۔ یہ غلط موقعہ و محل ہے جو انھیں مضرت رساں بنا دیتا ہے۔ غلط موقعہ پر استعمال کرنے سے تو کوئی بالکل بے ضرر چیز بھی نقصان پہنچا سکتی ہے۔ روزمرہ کی خوراک سے بے ضرر چیز اور کونسی ہوگی۔ لیکن بدہضمی میں یہی خوراک زہر کا اثر رکھتی ہے۔ ٹھنڈے پانی سے غسل کرنا کتنا صحت بخش اور مفرح ہوتا ہے۔ لیکن شدید گرمی میں آگ کے یکایک ٹھنڈے پانی سے غسل کر لینا بعض اوقات سخت جان لیوا بن جاتا ہے۔ یہی حال کشتہ کا ہے۔ اگر وہ غلط موقعہ پر استعمال کیے جائیں تو ضرور نقصان دہ ہوتے ہیں اور کیوں نہ ہوں جو چیز اپنے مسیحائی خواص سے ایک مردہ کو زندہ کر دینے کی طاقت رکھتی ہے۔ وہ اگر غلط موقعہ پر استعمال کرائی جائے گی تو ایک زندہ کو بھی مردہ کر دینے سے نہ چوکے گی جوہردار تلوار ہاتھ میں لے کر ایک دانشمند بہادر اپنے دشمنوں سے اپنی محافظت کر سکتا ہے لیکن ایک نادان بچہ تیز چاقو بھی ہاتھ میں لے کر زخمی ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

سنکھیے کی تاثیر چوتھے درجے میں گرم اور خشک ہے۔ یہ جسم کی رطوبتوں کو بہت جلد خشک کرتا ہے۔ اب اگر کوئی جاہل اناڑی کسی کتاب میں پڑھ کر کہ کشتہ سنکھیا از حد مقوی باہ ہے۔ کسی گرم مزاج، لاغر بدن نوجوان کو جس کے جسم کی رطوبتیں پہلے ہی تحلیل ہو چکی ہوں، موسم گرما میں کشتہ سنکھیا کا استعمال کرائے گا، تو نتیجہ کیا مرتب ہوگا؟ شنگرف اور سنکھیے اور تانبے وغیرہ تیز چیزوں کے کشتے از حد گرم اور محرک ہوتے ہیں۔ اعلیٰ درجہ کے کشتہ تانبہ کی ایک خوراک جسم کو اس قدر حرارت پہنچاتی ہے کہ بعض دفعہ تو ایک مرتے ہوئے مریض کے ٹھنڈے یخ

بدن میں بھی زندگی کی حرارت پھونک دیتی ہے۔ اس قسم کے از حد گرم اور محرک کشتے ان طاقتور نوجوانوں کو موافق نہیں آسکتے جن کے جسم میں پہلے ہی حرارت غریزی کافی تیز ہو۔ لیکن چالیس سال کی عمر سے بڑھے ہوئے ادھیڑ عمر کے لوگوں کی حرارت غریزی چونکہ کم ہونا شروع ہو جاتی ہے۔ اس لیے اگر احتیاط سے یہ کشتہ جات استعمال کرائے جائیں تو چالیس سال کی عمر کے بعد بہت کچھ کرشمہ کار فوائد دکھاتے ہیں۔ لیکن جوانی کی عمر میں ان کا استعمال حرارت غریزی کو ضرورت سے بڑھا کر انسان کو طرح طرح کی بیماریوں میں مبتلا کر دیتا ہے۔ خون میں حرارت پیدا ہو کر پھوڑے پھنسیاں نکلنی شروع ہوتی ہیں اور کئی قسم کی دماغی بیماریاں بھی لاحق ہو جاتی ہیں۔

مندرجہ بالا خیال کے زیر اثر عام لوگوں کو اس بات کا یقین ہو گیا کہ جوانی کی عمر میں کوئی بھی کشتہ استعمال کرنا نقصان دہ ہے۔ حالانکہ یہ خیال صرف از حد تیز اور محرک کشتہ جات کے بارے میں ہی صحیح تھا۔ عام کشتہ جات کے بارے میں نہیں۔ ابرک سیاہ و سفید، فولاد، چاندی، سونا، مونگا، موتی، عقیق، زمرد، سیپ وغیرہ کے کشتے نہایت ہی بے ضرر ہوتے ہیں اگر وہ کسی تیز اور محرک چیز ہڑتال، شنگرف یا سنکھیا وغیرہ کی مدد سے نہ بنائے گئے ہوں تو ان کے استعمال سے کسی عمر میں بھی کوئی نقصان نہیں ہو سکتا۔ موتی، مونگا، سیپ، ابرک اور سونا وغیرہ کے سادہ کشتہ جات پھول سے نازک بچوں کو اور نازک سے نازک عورتوں کو ایام حمل میں بھی استعمال کرانے سے کسی قسم کا ضرر پیدا نہیں کر سکتے۔

زمانہ بدل گیا ہے۔ طبیعتوں اور مزاجوں میں فرق آ چکا ہے۔ گذشتہ زمانے کے مردوں اور آج کل کے لوگوں کی جسمانی طاقتوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ اب تو اس قسم کے بوڑھے نوجوان دیکھنے میں آتے ہیں۔ جن کے جسم میں بیس سال کی عمر میں بھی وہ طاقت نہیں ہوتی جو گذشتہ زمانے کے لوگوں کے بدن میں ساٹھ سال کی عمر میں پائی جاتی تھی اس لیے اب تو تیز اور محرک کشتوں کے استعمال میں بھی "چالیس سال کی عمر سے پہلے کوئی کشتہ استعمال نہ کرنا چاہیے" والے اصول پیش نظر رکھنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ آج کل شنگرف، سنکھیے، ہڑتال وغیرہ کے کشتہ جات نوجوانوں کو دھڑا دھڑ استعمال کرائے جا رہے ہیں۔ اور تجربہ بتاتا ہے کہ اگر سوچ سمجھ کر مناسب حالات اور مزاج کو دیکھ کر کوئی تیز سے تیز کشتہ کسی بیس سالہ نوجوان کو بھی استعمال کرایا جائے تو قطعاً کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا۔ اگر کشتہ استعمال کرانے والے طبیب میں کسی کشتہ استعمال کرانے کے لیے صحیح موقعہ و محل پہچانے

کی قابلیت نہ ہو اور اُس کی ناتجربہ کاری سے کوئی کشتہ کسی کو نقصان دے تو اس کا الزام طبیب کی ناتجربہ کاری کے سر تھوپا جانا چاہیے نہ کشتہ جات کے سر۔

کشتہ سازی کا فن آج کل بازاری فن بن گیا ہے۔ اِدھر اُدھر کی غیر مستند اور بازاری کتابوں سے دو چار دس بیس ترکیبیں کشتہ جات کی دیکھیں اور آزمائیں۔ جس ترکیب سے کسی حقیر سی دھات کی راکھ بن گئی۔ اسے بالکل درست تسلیم کر لیا گیا اور اسی کے ذریعے "راکھ" تیار کر کے پبلک کو لوٹنا شروع کر دیا کاش کہ ان ناواقف فن بازاری لٹیروں کو اس بات کا علم ہوتا کہ کسی چیز کا کشتہ تیار کرنے سے اس کی محض "راکھ" بنا لینا ہی مقصود نہیں ہے۔ بلکہ اس میں اکسیری فوائد پیدا کرنا بھی مقصود ہے۔

بہر کیف مختصر الفاظ میں یوں کہنا چاہیے کہ کشتہ جات کے استعمال سے ایسے حیرت انگیز فوائد ظہور میں آتے ہیں۔ جو دنیا بھر کی کسی اور دوا سے حاصل نہیں کئے جا سکتے بازاری کشتوں کے استعمال سے یا اناڑی لوگوں کے کہنے کے مطابق کشتہ جات استعمال کرنے سے اگر کسی کو کوئی نقصان ہوا ہو تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ کشتہ جات ہی کو طلاق دے دی جائے۔ تلخ خو اور پھوہڑ بیوی کے ساتھ زندگی کیسی تلخ بسر ہوتی ہے۔ اسے سب جانتے ہیں۔ مگر اس کا مطلب یہ نہیں کہ چونکہ پھوہڑ عورت کے ساتھ شادی کرنا جوانی کے لیے روگ خریدنا ہے۔ اس لیے کسی شخص کو جس کا سر نہ پھر گیا ہو شادی ہی نہیں کرنی چاہیے۔

کشتہ جات کی چند ممتاز خصوصیتیں

کشتہ جات کا علاج دنیا بھر میں بہترین علاج ہے

حفظانِ صحت کے اصولوں سے ناواقفیت۔ بہتر یا مقوی غذاؤں کی کمیابی و ارزانی کمزوری اور نفسانیت کی طرف روز افزوں میلانِ طبع کے باعث دنیا میں نت نئی نئی بیماریاں پیدا ہو رہی ہیں۔ اور ان کے ساتھ ساتھ نئی طبیں بھی روز بروز پردہ ظہور میں آ رہی ہیں۔

آیورویدک اور یونانی طبیں شاید دنیا کی قدیم ترین طبیں ہیں۔ ان کے صحیفوں میں بیماری پیدا ہونے کے جو

علل واسباب درج کیے گئے ہیں وہ ایسے جامع اور مانع ہیں کہ دنیا میں نت نئی پیدا ہونے والی بیماریاں بھی ان اسباب وعلل کے دائرے سے باہر نہیں ہیں۔ اس لیے بلا خوف تردید کہا جا سکتا ہے کہ یونانی اور آیورویدک دنیا کی مکمل ترین طبیں ہیں اور یونانی طب سے بھی آیورویدک طب شرف امتیاز رکھتی ہے۔ یونانی طب کا دامن کشتہ جات کے گراں مایہ جواہرات سے خالی ہے۔ حالانکہ کشتہ جات کا علاج دنیا بھر کی طبوں کے مقابلے میں افضل واشرف ہے۔ عصر جدید اور ماضی قریب کی یونانی کتابوں میں کشتہ جات کا جو بیش قیمت علم پایا گیا ہے وہ مسلمان طبیبوں نے ہندوستان میں آکر ہندی طب ہی کے گوہر پاش دامن سے حاصل کیا ہے۔ یونانی طب کا دامن آیورویدک "آسو" اور "ارشٹ" سے بھی خالی ہے۔ طب مغربی (ڈاکٹری) کے ٹنکچر آیورویدک کے "آسو" اور "ارشٹ" ہی کی نقل محض ہیں۔

بہرحال آیورویدک طب دنیا بھر کی طبوں کی سرتاج اور بے شمار طبوں کی جنم داتا بھی ہے۔ اس کی فضیلت کے تاج کا ایک چمکتا ہوا موتی علم کشتہ جات ہے۔ جس کی تعریف و توصیف میں ہزاروں سربرآوردہ حکیموں اور لاکھوں جوگی ویدوں کے تجربات و مشاہدات پیش کیے جا سکتے ہیں۔ ہندوستان کے سنیاسیوں کے حیرت انگیز شفا بخش کارناموں کی چار دانگ عالم میں دھاک بیٹھی ہوئی ہے۔ سنیاسیوں کی اس انگشت بدنداں کر دینے والی کرامات کا راز ان کی حیرت انگیز شہرت کا باعث بھی کشتہ جات ہیں۔ کشتہ جات کی چند ایک ممتاز خصوصیتیں ذیل میں درج کی جاتی ہیں تاکہ قارئین کرام کو اندازہ ہو سکے کہ کشتہ جات کا علاج کس قدر بے نظیر اور کرشمہ کار علاج ہے۔

(۱) یہ بات مریض کی فطرت میں داخل ہے کہ وہ کم سے کم مقدار کی دوا کے استعمال کو پسندیدہ قرار دیتا ہے۔ اسی لیے دنیا بھر کی طبیں اس بات کے لیے کوشاں ہیں کہ اپنی دواؤں کے ست اور جوہر نکال کر کسی طرح ان کی مقدار خوراک کو کم سے کم کر سکیں۔ جوشاندوں، خیساندوں، شربتوں اور عرقوں کے پیالے جیسے مریض کو بہت ناگوار گزرتے ہیں نفاست پسند لوگ تو بعض دفعہ جوشاندوں کے نام سے ہی کانوں پر ہاتھ رکھ جاتے ہیں۔ کشتہ جات ان تمام مصائب کا حیرت انگیز طور پر راحت بخش علاج ہیں۔ ان کی مقدار چند چاولوں سے لے کر صرف چند رتیوں تک محدود ہے جو مریض خوشی سے استعمال کرے گا۔

(۲) بعض دفعہ مریض کی حرارت غریزی یکایک کم ہو جاتی ہے۔ مریض کی نبض ٹوٹنے لگتی ہے ہاتھ پاؤں سرد ہونے شروع ہو جاتے ہیں۔ موت سامنے کھڑی نظر آتی ہے۔ اعزا واقربا پریشان ہو جاتے ہیں۔ اس وقت حکیم

کو ہلیں جھانکنے کے سوا اور کوئی چارہ کار نظر نہیں آتا۔ کیسر اور کستوری کچھ نہیں کرتے۔ قیمتی سے قیمتی مرکبات ناکام ثابت ہوتے ہیں مگر کشتہ جات ہیں اس مایوس کن حالت سے بھی بچا لینے کی قوت موجود ہے۔ اگر بیماری موت کا سامنا ہو تو کشتہ نابنہ برنگ سفید کی ایک ہی خوراک چند منٹوں میں حرارت عزیزی میں ارتعاش پیدا کر دیتی ہے۔ جسم کی سردی دور ہو کر زندگی کی حرارت عود کر آتی ہے اور مریض موت کے چنگل سے بچ جاتا ہے۔ کشتہ جات کے سوا ایورویدک یا یونانی میں اور کوئی چیز ایسی نہیں ہے جو اس سرعت سے موت کو زندگی میں اور مایوسی کو امید میں تبدیل کر سکے۔

(۳) تہذیب و تمدن کی نشر و اشاعت کے ساتھ مردانہ کمزوریاں بھی ایک بلائے ناگہانی کی طرح نئی پود کے ہر کہ و مہ پر نازل ہو گئی ہیں۔ انھیں کمزوریوں کی وجہ سے کئی گھر بس بس کے اجڑ جاتے ہیں۔ اور کئی عشق و محبت کے کھیل بن بن کر بگڑ جاتے ہیں۔ مردانہ قوت متناسل دنیا کی تمام آبادی اور اس کی تمام ہنگامہ خیزیوں کی باعث ہے۔ اسی قوت سے خود انسان کی اپنی زندگی پُر مسرت ہے۔ اس لیے مردانہ قوت کو دیگر تمام قوتوں پر ایک خاص اہمیت حاصل ہے۔ دنیا بھر کی طبوں میں سوائے یونانی اور ایورویدک طب کے مردانہ کمزوری کا کوئی تسلی بخش علاج نہیں ہے اور ان طبوں کی دیگر تمام ادویات مل کر بھی ایک مقوی باہ کشتہ کا مقابلہ نہیں کر سکیں۔ یونانی طب کی چوٹی کی مقوی باہ ادویات لبوب کبیر، لبوب صغیر، معجون طلا وغیرہ کی دس دس خوراکیں شنگرف، سنکھیا، ہیرا وغیرہ کشتوں کی ایک خوراک کا مقابلہ بھی نہیں کر سکتیں۔ یہ وہ حقیقت ہے۔ جسے یونانی طب کے سربرآوردہ طبیب مسیحائے ملک عالیجناب حکیم محمد اجمل خاں صاحب نے بھی صاف الفاظ میں تسلیم کیا ہے۔

(۴) طبیبوں کے روزمرہ کے مشاہدات شاہد ہیں کہ جب مرض زور پکڑ جائے تو معمولی اور ہلکی دواؤں سے کچھ فائدہ نہیں ہوا کرتا۔ قوی مرض کے لیے قوی دوا کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ ان سخت ترین اور آزمائش کی گھڑیوں میں کشتہ جات سے بہتر اور کوئی چیز نہیں ثابت ہوتی یہ کشتہ جات ہی ہیں جو ایسی نازک حالت میں بھی طبیب کی عزت کو قائم ہی نہیں رکھتے بلکہ بعض اوقات اس کی شہرت میں چار چاند لگانے کا باعث بن جاتے ہیں۔ کشتہ جات کے فوائد نہایت عظیم ہیں اور ان کا اثر نہایت تیزی اور سرعت سے ہوتا ہے۔ بعض دفعہ کسی شعب سے شعب مرض میں ادھر کشتہ دیا جاتا ہے۔ اور ادھر اس کا فائدہ ظاہر ہو جاتا ہے اور دیکھنے والے انگشت بدندان

ہو کر رہ جاتے ہیں۔ مگر یہ عجوبہ کارخوبی دوسری دواؤں میں نہیں پائی جاتی۔

(۵) بعض دفعہ جب مریض عضلات مری یا دیگر کسی خرابی کی وجہ سے بڑی دوا نگلنے سے عاجز ہوتا ہے اس وقت کشتہ جات ہی کام دے سکتے ہیں۔ چھٹانک دو چھٹانک جوشاندہ جب حلق سے نیچے نہ اتر سکے تو کشتہ جات کی چاول دو چاول کی خوراک ہی مریض کی جان بچانے کا باعث بن جاتی ہے۔ بعض ناواقف لوگ چاول دو چاول خوراک کا نام سن کر حیران ہوا کرتے ہیں کہ اتنی قلیل خوراک کیا نفع پہنچائے گی۔ مگر واقف کار لوگ جانتے ہیں کہ کشتے اس قدر طاقت بخش ہوتے ہیں کہ بعض دفعہ ان کی چاول دو چاول خوراک کی طاقت سنبھالنی ہی مشکل ہو جاتی ہے۔

(۶) کشتہ جات کے علاج میں یہ بھی ایک امتیازی خوبی ہے کہ استعمال کے وقت مریض کو کسی حوصلہ فرسا دردِ سری کی زحمت پیش نہیں آتی۔ کسی معمولی بدرقہ کے ساتھ دوا حلق سے اتار لینا ہی اس کے ذمے رہ جاتا ہے۔ باقی سب کچھ پہلے ہی کیا کرایا ہوتا ہے۔ مگر جوشاندوں میں کوٹنے، جوش دینے اور چھاننے کے جھگڑے ہیں۔ پھر کشتہ تو جب ضرورت ہوئی فوراً اٹھایا اور دے دیا مگر اب بدم مریض کے لیے جوشاندہ تیار کرنا ہو تو جوشاندہ تیار ہونے سے پہلے ہی مریض تو آخری سانس لے چکے گا۔ اور پھر جوشاندہ تیار کرنے کی دردِ سری کسی کام نہ آئے گی۔

(۷) بعض کشتے بعض مخصوص علامات میں اس قدر زود اثر اور نہایت درجہ فائدہ دکھانے والے ثابت ہوتے ہیں کہ اُن کے مقابلے کی اور کوئی دوا اب تک تمام طبی دنیا کو معلوم نہیں ہو سکی۔ مثلاً ضعفِ معدہ، ضعفِ جگر میں جس قدر فولاد اور خبث الحدید کے کشتے فائدہ کرتے ہیں دیگر یونانی دوائیں ان کا عشر عشیر فائدہ بھی نہیں کر سکتیں۔ فولاد خون کے سرخ ذرات کی کمی کو چند ہی روز میں پورا کر کے سرسوں کے پھول لیے زرد چہرہ کو بھی گلاب کی پتی کی طرح بارونق بنا دیتا ہے۔ مگر دیگر کوئی دوا اس مقابلے میں اس کی حریف نہیں ہو سکتی۔

(۸) تجارتی نقطۂ نگاہ سے بھی کشتہ جات کو ایک خاص اہمیت حاصل ہے اور ان کی یہ بے نظیر خوبی آج کل کے زمانے میں اُن کی مقبولیت کی بہت بڑی دلیل ہو سکتی ہے۔ وید، حکیم، طبیب اور ڈاکٹر جانتے ہیں کہ کتنے مریض بذریعہ خط و کتابت ان سے علاج کرواتے ہیں اور کتنی دوائیں انھیں بذریعہ ڈاک اپنے مریضوں تک پہنچانی پڑتی ہیں۔ دوا فروش کمپنیاں ہر سال لاکھوں اور کروڑوں روپے کی دوائیں اپنے گاہکوں کو بذریعہ پارسل روانہ کرتی

ہیں۔ شربتوں۔ عرقوں۔ معجونوں۔ جوارشوں کی وزنی بوتلیں روانہ کرنے میں جہاں گاہکوں کو محصول ڈاک کی گرانی کا شکوہ ہوتا ہے۔ وہاں بوتلوں کے ٹوٹ پھوٹ کر دوا کے ضائع ہونے کا اندیشہ بھی لاحق رہتا ہے۔ مگر کشتہ جات کے بذریعہ ڈاک بھیجنے میں جہاں محصول ڈاک کی کفایت رہتی ہے۔ وہاں اس کی شیشی کے ٹوٹ پھوٹ کر سیال چیزوں کی طرح بہ جانے کا بھی کوئی خطرہ نہیں رہتا۔

(۹) شربت، عرق، معجون، جوارش اور گولیاں ایک مقررہ عرصہ کے بعد بگڑ جاتی ہیں۔ سفوف اور مفرد دوائیں بھی ایک خاص مدت کے بعد اپنی قوت کھو بیٹھتی ہیں۔ بہت سی دوائیں ایک برسات گزرنے کے بعد قطعی بے کار ہو جاتی ہیں۔ مفرد چیزیں چھ مہینے سال یا دو سال میں اپنی قوت کھو بیٹھتی ہیں۔ مگر کشتہ جات کی یہ ایک امتیازی صفت ہے کہ زمانے کے ساتھ ان کی قوت میں کمی نہیں آتی۔ بلکہ جوں جوں وقت گزرتا جاتا ہے ان کی قوت بڑھتی جاتی ہے۔ جس طرح شراب پرانی ہو کر تیز و تند ہو جاتی ہے۔ اسی طرح کشتہ جات پرانے ہو کر زیادہ طاقت بخش ہو جاتے ہیں۔ بیس تیس سال کا پرانا کشتہ اکسیر ہو جاتا ہے۔ اس لیے زیادہ پرانا اور بھی بے ضرر اور نفع بخش۔

(۱۰) یونانی، آیورویدک، ڈاکٹری دواؤں کے جنھوں نے پیالے کے پیالے پیے ہیں وہ خوب جانتے ہیں کہ ان کے پینے میں کس قدر "لذت" آتی ہے۔ تلخ و تیز دوا کا گھونٹ حلق سے نیچے اترنے میں نہیں آتا۔ آنکھوں میں پانی آجاتا ہے۔ کھایا پیا سب باہر کو آتا ہے۔ بعض دواؤں کی بو ایسی گھناؤنی ہوتی ہے کہ بس ان کے تصور سے بھی جی متلانے لگتا ہے۔ بعض نازک مزاج تو ایسی دواؤں کے پینے سے بیمار پڑا رہنا ہی زیادہ اچھا سمجھتے ہیں۔ بعض دوائیں تو ایسی تیز و تلخ کہ الٰہی توبہ! جس نے ایک گھونٹ بھی چکھ لیا وہ مہینوں تک اس کی تلخی کو نہ بھول سکا۔ مگر دنیا کو کشتہ جات کے موجدوں کا شکریہ ادا کرنا چاہیے، جنھوں نے مریضوں کے لیے ہر قسم کی آسانیاں پیدا کر دیں۔ کشتہ جات نازک سے نازک مریض بھی برضا و رغبت استعمال کر سکتے ہیں کیونکہ ان کا ذائقہ بالکل پھیکا ہوتا ہے مقدار نہایت قلیل ہوتی ہے۔ رنگ نہایت نگاہ فریب اور دل خوش کن ہوتے ہیں۔

کشتہ جات کی متذکرہ بالا چند ایک ممتاز خصوصیات کو پیش نظر رکھتے ہوئے ہر دانشمند سمجھ سکتا ہے کہ کشتوں کے علاج سے بہتر تمام دنیا بھر میں اور کوئی علاج نہیں ہے۔ کشتہ جات کا استعمال کرنا کم خرچ اور نہایت سہولت سے صحت یاب ہونا ہے۔ کشتہ جات میں صحت، طاقت اور جوانی کے خزانے پوشیدہ ہیں۔

کشتہ سازی کے متعلق ضروری ہدایات

کشتہ سازی ایک نہایت حکیمانہ صنعت ہے۔ اچھے اچھے دانش مند بھی بہت کچھ کھو کر اس میں مہارت حاصل کرتے ہیں۔ کشتہ جات کا تیار کرنا ہر کس و ناکس کا کام نہیں ہے اس میں ذاتی ہوشیاری اور تجربہ کی ضرورت ہے۔ جب تک اپنے ہاتھ سے کام نہ لیا جائے۔ دنیا بھر کی تمام کشتہ سازی کی کتابیں پڑھ کر بھی یہ علم حاصل نہیں ہوسکتا۔ یہ آگ کا کھیل ہے۔ ذرا سی بے احتیاطی سے مہینوں کی محنت خاک میں مل جاتی ہے۔ بعض دفعہ شنگرف سنکھیا اور ہڑتال وغیرہ کے خاص الخاص اکسیری کشتے تیار کرنے کے لیے ان پر مہینوں اور سالوں محنت کی جاتی ہے لیکن بدقسمتی سے کوئی ذرا سی غلطی بھی آنچ دینے میں ہو گئی تو بس یہ چیزیں پر لگا کر اڑ جاتی ہیں اور کشتہ ساز ہاتھ ملتا رہ جاتا ہے۔ کوئی نیا سپاہی میدان جنگ سے زخمی ہو کر آتا ہے۔ تو جنگ آزما بہادر کہتے ہیں، کہ اب اس میں شجاعت کی اصلی جوہر پیدا ہوں گے۔ اسی طرح جو کشتہ ساز دو چار کشتے خراب کر لیتا ہے۔ ایک دو بار شنگرف سنکھیے وغیرہ کو اڑا بیٹھتا ہے اس کی نسبت یقین کر لیجیے کہ اگر اس نے محنت اور استقلال سے کام لیا تو کسی دن ایک ماہر کشتہ ساز بن جائے گا۔ ہم نے اپنی کشتہ جات کی کتابوں میں وہ تمام راز بلا بخل ظاہر کر دیے ہیں۔ جو ہمیں سالہا سال کے تجربہ کے بعد آگ میں سونا۔ چاندی اور جواہرات جھونکنے کے بعد حاصل ہوئے ہیں۔ تاہم کسی نو آموز کشتہ ساز سے یہ توقع رکھنی ایک خیال خام ہے کہ وہ ان تمام تفصیلی ہدایات کے باوجود بھی غلطی نہ کرے گا۔ ہم نے جس عام فہم انداز میں اپنی کشتہ جات کی کتابوں کو تحریر کیا ہے۔ اسے دیکھ کر کشتہ جات کا فن بچوں کا کھیل معلوم ہونے لگتا ہے۔ مگر اس تمام صاف بیانی اور ان تمام ہدایات کے باوجود جو ہم نے نہایت کھلے دل سے جاری کی ہیں۔ کشتہ جات کی تیاری بچوں کا کھیل نہیں ہے۔ بلکہ ایک نہایت توجہ طلب اہم صنعت ہے۔ جس میں ذاتی تجربہ ہی سے کمال حاصل ہوسکتا ہے۔ بادی النظر میں سائیکل چلانا ایک آسان سی بات معلوم ہوتی ہے۔ ہینڈل ہاتھ میں لیا پیڈل پر پاؤں رکھا اور کاٹھی پر کود پڑے۔ بس سائیکل چلانا آگیا۔ جس طرف موڑنا چاہیں ذرا سا ہینڈل ٹیڑھا کر دو اشارے کی دیر ہے۔ سائیکل اسی طرف کو گھوم جائیگا۔ ہینڈل کو سیدھا رکھنا ضروری ہے، پھر گرنے کا خطرہ ہرگز نہیں ہے۔ مگر جب ان ہدایات پر عمل کرنے کا موقعہ آتا ہے تو ایک نوآموز کو کس قدر مشکلات

کا سامنا پیش کرنا پڑتا ہے۔ اس کا کچھ وہی صاحب اندازہ کر سکیں گے جنھوں نے کبھی کسی مبتدی کو سائیکل سیکھتے دیکھا ہو۔ ہزار کوشش کرتے ہیں مگر ہینڈل ہے کہ کبھی سیدھا رہتا ہی نہیں سکھانے والے مستری نے ہاتھ کا سہارا ذرا ڈھیلا کیا اور بابو صاحب ایک مدہوش شرابی کی طرح لڑکھڑانے لگے۔ مستری نے ہاتھ چھوڑا اور بابو صاحب سڑک کے کنارے گرد و غبار میں اوندھے منہ پڑے ہیں۔ انھوں نے سائیکل پر سوار ہونے کی کوشش کی تھی مگر اب سائیکل ان پر سوار ہے۔ تماشائی تالیاں پیٹتے ہیں۔ بابو جی ہیں کہ ندامت اور شرم کے مارے گردن اوپر نہیں اٹھاتے۔ یہ سب کچھ کس قدر یاس افزا معلوم ہوتا ہے۔ مگر تجربہ کار سائیکل چلانے والوں کو اس بات کا یقین کرنا بھی مشکل معلوم ہوتا ہے کہ سائیکل کا ہینڈل سیدھا رکھنا بھی کوئی مشکل فن ہے۔ وہ اسے بائیں ہاتھ کا کرتب سمجھتے ہیں۔ یہ صرف تجربہ اور ناتجربہ کاری کا فرق ہے۔ اس سے اندازہ بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ علمی طور پر جو بات نہایت ہی آسان معلوم ہوتی ہے۔ عملی طور پر وہ سخت مشکل معلوم ہوتی ہے۔ بعض لوگ جنھوں نے تعلیم تو اچھی پائی ہے مگر اپنے ہاتھ میں کبھی قلم پکڑنے کی زحمت گوارا نہیں کی بڑے بڑے مصنفوں کے طرز تحریر پر نکتہ چینیاں کرنی شروع کر دیتے ہیں۔ ان میں بعض کو اس بات کا یقین کامل بھی ہوتا ہے کہ ہم بہترین انشا پردازوں سے بھی اچھا لکھ سکتے ہیں۔ لیکن اگر انھیں ایک صفحہ لکھنے پر بھی مجبور کیا جائے تو قلم ہاتھ میں لے کر بغلیں جھانکنے کے سوا انھیں کچھ نہیں سوجھ سکتا۔ ایک سطر بھی لکھنی دشوار معلوم ہوتا ہے۔ ذہن کی ساری قوتیں ہی جواب دے جاتی ہیں یہ ہے علمی اور عملی کام میں فرق۔ بہر حال کشتہ جات کی تیاری کا فن ایک لطیف صنعت ہے جس میں کمال حاصل کرنے کے لیے ذاتی محنت اور تجربے کی ضرورت ہے۔ چونکہ اس وقت بھی دنیا میں کشتہ جات کی ایک بھی ایسی کتاب نہیں ملتی جس کے پس پشت اس کے مصنف کا عملی تجربہ ہو۔ اس لیے ہم نے علم کشتہ جات کو عملی صورت میں دنیا کے سامنے پیش کرنے کے لیے قلم اٹھایا ہے۔ ان کتابوں کے پس پشت ہمارا سالہا سال کا کشتہ سازی کا عملی تجربہ ہے۔ جو اس بات کا بین ثبوت ہے کہ ان کتابوں میں دیگر تمام بازاری کتابوں سے لے کر بلند پایہ عالمانہ تصانیف تک کسی کی طرح ہر رطب و یابس کو جگہ نہیں دی گئی۔ بلکہ وہی ترکیبیں معرض تحریر میں لائی گئی ہیں جن کے مطابق عمل کر کے ہم نے خود کشتہ جات تیار کیے ہیں۔ اور ان سے عملی طور پر فائدہ اٹھا کر ان کے فوائد کو بھی تجربہ کی کسوٹی پر کس لیا ہے۔ ذیل میں کشتہ سازی کے متعلق وہ ہدایات پیش کی جاتی ہیں۔ جو ہم نے سالہا سال کے تجربہ کے دوران میں بہت کچھ کھو کر سیکھی

ہیں۔ اگر ان پر پوری توجہ سے نگاہ رکھی گئی۔ تو کشتہ جات کی تیاری میں غلطی ہونے کا بہت کم امکان رہ جائے گا۔

ضروری ہدایات

(۱) **بہترین قسم کی چیز**:- اعلیٰ درجہ کی میز کرسی بنانے کے لیے جس طرح اعلیٰ درجہ کی لکڑی سب سے پہلی اور ضروری شئے ہے۔ اسی طرح اعلیٰ درجہ کا کشتہ تیار کرنے کے لیے اعلیٰ درجہ کی چیز سب سے ضروری ہے جس دھات یا جس پتھر کا کشتہ تیار کرنا ہو وہ اپنی قسم کی بہترین ہونی چاہیے۔ سونا پانسہ کا عمدہ ہوتا ہے پرانے سکے کی جگہ پوری اشرفی بھی کام میں لائی جاتی ہے۔ اس میں خالص سونا ہوتا ہے۔ چاندی عموماً قرصوں کی بہترین شمار کی جاتی ہے۔ قلعی اینٹ کی اچھی ہوتی ہے۔ فولاد ہمیشہ اعلیٰ درجہ کا جوہر دار لینا چاہیے نہ ملے تو پرانے زمانے کی فولادی تلواروں کے ٹکڑوں سے کام لیں۔ یہ بھی نہ ملے تو سناروں سے تار کھینچنے والی جنتریوں کے ٹکڑے لے لیں۔ تانبہ کا کشتہ بنانے کے لیے پرانے سکے مثلاً ۱۸۳۵ء کے ڈبل پیسے جن پر شیر وغیرہ کی تصویر ہوتی ہے لینے چاہییں۔ اس قسم کے پیسے ریزگاری میں سے تلاش کرنے سے مل سکتے ہیں۔ ستار کی تاروں کے لچھے بھی خالص تانبے کے ہوتے ہیں۔ سچے موتیوں میں بہت دھوکا ہو گیا ہے۔ جرمن سے ایک قسم کے مصنوعی موتی تیار ہو کر آتے ہیں۔ جن کی چمک دمک اصلی موتیوں کو بھی مات کرتی ہے۔ لیکن ان موتیوں کے کشتے سے سچی سیپ کا کشتہ ہزار درجہ بہتر ہے۔ ایسی قیمتی چیزیں کسی تجربہ کار کو دکھا کر بھروسے کی جگہ سے لینی چاہییں۔

(۲) **تصفیہ**:- کشتہ تیار کرنے سے پہلے تمام دھاتوں کو خاص طور پر اور جوہرات (پتھروں) کو عام طور پر صاف کر لینا نہایت ضروری ہے۔ صاف کرنے سے یہ مراد نہیں کہ انھیں گرم یا سرد پانی سے خوب اچھی طرح دھو لیا جائے بلکہ صاف کرنے سے اس جگہ جو کچھ مراد ہے۔ وہ پانی سے دھو لینے سے بہت کچھ زیادہ ہے۔ دھاتوں اور پتھروں وغیرہ میں چند ایک ایسے اجزا بھی ہوتے ہیں۔ جو جسم انسانی کے لیے غیر مفید ہوتے ہیں۔ اس لیے کشتہ جات کے فن کے ماہر ہندوستانی رشیوں اور منیوں نے اس ضرر کو دور کرنے کے لیے ہر ایک دھات اور پتھر کو خاص خاص بوٹیوں کے رسوں وغیرہ میں پکانے کی تعلیم دی ہے۔ اسے آیوروید فن کشتہ جات کی اصطلاح میں "شدھ کرنا" کہتے ہیں۔ اسی عمل کا نام یونانی حکیموں نے تصفیہ کرنا قرار دیا ہے۔ لیکن یہ ایک قابل افسوس بات ہے کہ موجودہ زمانے کے حکیم اور وید کشتہ جات

کہ فن کے اصلی موجدوں کی رائے کو زیادہ اہمیت نہیں دیتے سونے اور چاندی وغیرہ دھاتوں کو اکثر بغیر شدھ کئے ہی کشتہ بنا لیا جاتا ہے۔ جو ایک سخت قابل اعتراض بات ہے۔ فن کشتہ جات کے ماہروں نے لکھا ہے کہ بغیر صاف کئے سونے یا چاندی کا کشتہ جسم میں سے ویریہ کا خاتمہ کر دیتا ہے عقل اور ذہن کو خراب کر دیتا ہے۔ قوت مردمی کو تباہ و برباد کر دیتا ہے وغیرہ۔ لیکن اس کے باوجود بھی نادان حکیم اور جاہل وید چاندی کو بغیر صاف کئے ہی کشتہ کر رہے ہیں۔ کہا جا سکتا ہے کہ سونے اور چاندی کے ورق بلا تامل استعمال کئے جا رہے ہیں اور ان ورقوں میں سونا بغیر صاف کیا ہوا ہی ہوتا ہے۔ لیکن تجربہ بتاتا ہے کہ سونے اور چاندی کے ورق نقصان نہیں کرتے واقعی بات وزن دار ہے۔ لیکن اس کا جواب اس سے بھی زیادہ وزن دار ہے۔ سونے اور چاندی کے ورق معدہ میں ہضم ہو کر جسم انسانی کا جزو نہیں بنتے۔ چنانچہ ورق کھانے والے کے پاخانہ کو جلا کر اس میں سے کھائے ہوئے ورقوں کے برابر وزن میں سونا اور چاندی نکالے جا سکتے ہیں۔ کہا جا سکتا ہے کہ جب ورق ہضم ہی نہیں ہو سکتے۔ تو ان سے فائدہ کیونکر ہو سکتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ سونے اور چاندی کے ورق کھانے سے کچھ تو قوت خیالی کے اثر سے فائدہ ہوتا ہے۔ مریض سمجھتا ہے کہ میں سونے اور چاندی کے ورق کھا رہا ہوں جو حد درجہ صحت بخش اور قوت بخش ہیں۔ پس اسی خیال کے زیر اثر اسے بعض دفعہ ورقوں کے استعمال میں ہی مسیحائی فوائد نظر آنے لگتے ہیں دوسرے یہ بات بھی پایۂ ثبوت تک پہونچ گئی ہے کہ بعض دھاتوں کا صرف جسم سے چھو جانا یا چھوتے رہنا ہی بعض بیماروں کے لیے مفید ہے۔ چونکہ سونے اور چاندی کے ورق کچھ دیر تک معدے میں رہتے ہیں۔ اس لیے اس نظریہ کے تحت ان کا فائدہ کرنا کسی ثبوت کی ضرورت نہیں رکھتا۔ لیکن ورقوں کے برخلاف ایک اعلیٰ درجہ کا کشتہ معدہ میں ہضم ہو کر جسم انسانی کے رگ و ریشہ میں جذب ہو جاتا ہے۔ اس لیے سونے اور چاندی وغیرہ کا صاف کرنا نہایت ضروری ہوا تاکہ وہ اپنی مخصوص مضرت سے جسم کو کسی قسم کا نقصان نہ پہنچا سکیں دھاتوں اور پتھروں وغیرہ کو صاف کرنے کا طریقہ آئندہ صفحات میں پیش کیا جائے گا کسی چیز کا کشتہ اس طریقہ سے صاف کئے بغیر تیار نہ کریں ورنہ یہ بات کشتہ جات کے فن کے بہترین اصول کے خلاف اور اس لیے سخت قابل اعتراض ہوگی۔

(۳) **کھرل**: کشتہ جات کے لیے نہایت اعلیٰ درجہ کا پختہ کھرل استعمال کرنا چاہیے جو گھسنے والا نہ ہو۔ عام بازاری کھرل کشتہ جات کی پسائی کے لیے قطعی ناموزوں ہیں۔ جس کھرل کا پتھر گھسنے والا ہو۔ اس میں کشتہ

تیار کرنے سے کشتے کی ماہیت میں فرق آجاتا ہے۔ سب سے عمدہ کھرل سنگ سماق کا ہوتا ہے جو بیش قیمت ہوتا
ہے۔ اس سے اتر کر کسوٹی کے پتھر کا کھرل ہے۔ اعلیٰ درجے کی کسوٹی کا کھرل بھی بہت قیمتی ہے۔

پچھلے دنوں ہم آگرہ کی سنگ تراشی کی دوکان سے کئی کھرل لائے تھے جو سنگِ سیاہ کے بنے ہوئے تھے
مگر تجربے سے ثابت ہوا کہ یہ بھی گھستے ہیں۔ تمام بڑے بڑے شہروں میں عموماً یہی سیاہ رنگ کے کھرل فروخت ہوتے
ہیں جنھیں بہت پختہ بتایا جاتا ہے مگر یہ غلط ہے۔ یہ کھرل پختہ نہیں ہیں۔ سنگ سماق اور سنگ کسوٹی کے کھرل کی قیمت
اتنی زیادہ ہے کہ ان کا خریدنا عام کشتہ سازوں کی ہمت سے باہر ہے۔ اور یہ سیاہ پتھر کے کھرل جو عام طور بازار میں بکتے
ہیں کشتہ جات کے لیے موزوں نہیں ہیں۔ تو پھر عوام کون سے کھرل خریدیں جن میں کشتہ جات ٹھیک تیار ہو سکیں؟
یہ مٹی کے بنے ہوئے چینی کے سفید کھرل جو انگریزی ڈاکٹروں کے استعمال میں رہتے ہیں عوام کے لیے نہایت موزوں ہیں
ان کی قیمت بھی زیادہ نہیں ہے۔ لیکن اس کے باوجود یہ گھستے بھی نہیں اور اگر گھستے بھی ہیں تو نہایت ہی کم جو کسی شمار
میں نہیں ہے۔

(۴) **بوٹی:** جس بوٹی کے رس میں کشتہ کھرل کرنا لکھا ہو وہ اس کے عالم شباب کے وقت لینی چاہیے،
تازہ اگتی ہوئی بوٹی میں وہ طاقت نہیں ہوتی جو اس کے پختہ ہونے کے وقت ہوتی ہے۔ مہینے کے چاندنے دنوں میں
اکھاڑی ہوئی بوٹی اندھیرے دنوں میں اکھاڑی ہوئی بوٹی سے زیادہ طاقت رکھتی ہے۔ یہ ایک سائنٹفک حقیقت
ہے۔ توہم پرستی نہیں ہے۔ چاند کی روشنی سے نباتات میں رس پیدا ہوتا ہے۔ اگر چاند کی روشنی دنیا میں نہ
رہے تو انگور، سیب، انار، ناشپاتی، آم، جامن سب پھلوں کی شیرینیاں معدوم ہو جائیں چاند کی روشنی ہی سے
پھلوں میں مٹھاس اور رس پیدا ہوتا ہے۔

(۵) **بوٹی کا رس:** جس بوٹی کے رس میں کشتہ کھرل کرنا ہو، اُسے مٹی سے خوب صاف کر کے
ہاون دستے میں خوب کوٹیں کہ مالیدہ بن جائے۔ پھر کپڑے میں نچوڑ کر رس نکالیں۔ اس رس کو چینی، شیشے یا قلعی دار
برتن کے سوا اور کسی چیز میں ہرگز نہ رکھیں۔ یہ نہایت ہی ضروری بات ہے۔ بلکہ بوٹی کا رس تو قلعی دار برتن میں بھی نہ
رکھنا چاہیے۔ اس لیے بہتر یہی ہے کہ تمام بوٹیوں کے رس چینی یا شیشے کے برتن ہی میں رکھیں۔ قلعی کے برتن کا خیال بھی
چھوڑ دیں۔ کپڑے میں نچوڑا ہوا بوٹی کا رس گاڑھا ہوگا۔ اس حالت میں ہرگز ہرگز استعمال میں نہ لانا چاہیے، بلکہ

کئی گھنٹے تک کسی محفوظ جگہ ڈھانپ کر رکھا رہنے دیں اور پھر دوسرے برتن میں آہستہ سے نتھار لیں ۔ میل نیچے رہ جائے گی اور صاف پانی اوپر نتھر آئے گا ۔ دوسری دفعہ پھر اسی طرح سے کئی گھنٹے ساکن رکھ کر دوسرے برتن میں نتھار لیں ضرورت ہو تو تیسری دفعہ بھی نتھار لیں ۔ جتنے کہ بوٹی کا پانی بالکل پتلا اور صاف ہو جائے ۔ دہلی کے ایک مشہور ومعروف دواخانے میں ایک سر برآوردہ یونانی حکیم کو ہم نے برتلسی کا کاڑھا گاڑھا رس کتنے ہی میں ڈال کر کھرل کرتے دیکھا اور کہ بڑے بڑے چوٹی کے حکیم کشتہ سازی کے فن میں کیسی غلطاں غلطیاں کر رہے ہیں ۔

(۶) **کھرل کرتے وقت :** کھرل کرتے وقت بوٹی کا رس اتنا ہی کھرل میں ڈالنا چاہیے جتنے سے دوا لئی کی طرح پتلی ہو جائے اور اس کے کھرل کرنے میں آسانی رہے ۔ اس سے زیادہ رس ڈالا جائے تو کشتہ کی پسائی پوری سختی سے نہیں ہو سکتی ۔ رس بھی جلدی ختم ہو جاتا ہے ۔ اس لیے کشتہ کی پسائی کی مدت میں بھی کمی ہو جاتی ہے ۔ دونوں صورتوں میں نتیجہ خراب ہوتا ہے ۔ اس لیے محنت سے کبھی جی نہ چرانا چاہیے ۔ اتنا ہی رس ڈالنا چاہیے جتنا پندرہ بیس منٹ کی پسائی سے آسانی سے خشک ہو جائے ۔

(۷) **کھرل کرنے میں :** کھرل کرنے میں نہایت محنت سے کام لینا چاہیے ۔ کھرل کرنے کا مقصد بوٹیوں کا رس خشک کرنا ہی نہیں ہے ۔ بلکہ کشتہ ہونے والی چیز کے ذرات کو بھی از حد باریک اور لطیف بنانا ہے ۔ اس لیے جتنے زور اور سختی سے پسائی ہوگی ۔ اتنا ہی کشتہ زیادہ لطیف ، زود ہضم اور قابل قدر تیار ہو سکے گا ۔ کھرل کرنے کی مدت میں بھی کمی نہ کرنی چاہیے ۔ جو لوگ محنت سے جی چراتے ہیں اور جتنی دیر کھرل کرنا لکھا ہے ۔ اتنی دیر پوری سختی سے کھرل نہیں کرتے ۔ وہ کبھی عمدہ کشتے تیار نہیں کر سکتے ۔

(۸) **کھرل کرنے کے بعد :** جب کھرل کرنے کی مدت مقررہ ختم ہو جائے اور بوٹی کا رس کشتہ بننے والی چیز میں جذب ہو چکے تو دوا کی چھوٹی چھوٹی ٹکیاں بنا لینی چاہئیں ۔ یہ ٹکیاں چاندی کی دونی سے کر اٹھنی تک حجم میں ہو سکتی ہیں ۔ سونے کا کشتہ بنانا ہو تو دونی کے برابر گول اور تقریباً اتنی ہی پتلی پتلی ٹکیاں بنائیں ۔ فولاد وغیرہ کا کشتہ ہو تو اٹھنی جتنی بڑی اور اتنی ہی پتلی ٹکیاں بنا سکتے ہیں ۔ یہ ٹکیاں کسی محفوظ جگہ میں گرد وغبار سے بچا کر خشک کرنی چاہئیں ۔ ان کے بالکل خشک ہو جانے پر آگ دینی چاہیے ۔ گیلی ٹکیوں کو آگ دے دینے سے کشتہ ٹھیک نہیں بن سکتا ۔ بعض کشتوں کی ترکیب میں یہ بات پائی جاتی ہے کہ جس برتن میں کشتہ بننے والی چیز ڈالی جاتی

ہے۔ اس میں کسی بوٹی مثلاً گھی کوار وغیرہ کا رس ڈالنا ہوتا ہے۔ ایسی صورتوں میں خشک ورق کا خیال نہ کرنا چاہیے۔ ان صورتوں میں پہلے دوا بوٹی کے رس میں پکتی ہے پھر کشتہ بن جاتی ہے۔

(۹) **کوزہ گلی:** جس برتن میں کشتہ بننے والی چیز کو بند کر کے آگ دینی ہوتی ہے وہ خوب مضبوط ہونا چاہیے۔ کیونکہ اگر وہ مضبوط نہ ہو تو آگ میں ٹوٹ جائے گا اور ساری دوا ضائع ہو جائے گی۔ آگ زیادہ دینی ہو تو زیادہ مضبوط برتن کی ضرورت ہے۔ دو چار سیر کی آگ دینی ہو تو معمولی برتن سے بھی کام چل جاتا ہے کشتوں کے لیے عام طور پر مٹی کے کوزے استعمال کیے جاتے ہیں۔ "کشتے" کی مقدار بہت کم ہو جیسا کہ سونا چاندی وغیرہ کی صورت میں ہوتی ہے۔ تو سونا چاندی گلانے والی کٹھالیوں سے بھی جو سناروں کے پاس ہوتی ہیں کام چل جاتا ہے لیکن اگر کشتہ وزن میں زیادہ ہو تو کوزہ بڑا ہونا چاہیے اور مضبوط پیالوں کو لے کر ان کے منہ آپس میں جوڑ لیے جاتے ہیں۔ ان سے بھی کام چل سکتا ہے۔

(۱۰) **سنپٹ:** سنپٹ کا دوسرا نام گل حکمت بھی ہے مٹی کے کوزے میں کشتہ بننے والی دوا کو ڈال کر اس کا منہ اس طریقہ سے بند کیا جاتا ہے کہ اندر کی دوا سے بوٹی وغیرہ کے بخارات اڑ کر اس کا اثر زائل نہ ہو جائے شنگرف ہڑتال ورقی اور سنکھیے جیسی آگ پر اڑ جانے والی چیزوں کے کشتے بنانے کی صورت میں گل حکمت کرنے کا مقصد یہ بھی ہوتا ہے کہ ایک کوزہ گلی میں کشتہ بننے والی دوا کی خشک ٹکیاں ڈال کر اس کے اوپر ایسا مٹی کا سرپوش رکھا جاتا ہے۔ جو اس کے لبوں سے ٹھیک پیوست ہو جائے۔ پھر جائے وصل کو چکنی مٹی سے لیپ کر دیا جاتا ہے۔ ایک مٹی کے پیالے میں دوا ڈال کر اوپر اتنا ہی بڑا پیالہ کہ دونوں کے لب ملا کر چکنی مٹی کا لیپ کر دینے سے بھی کام چل جاتا ہے۔ لیپ کی ہوئی مٹی خشک ہو چکنے پر آگ دینی چاہیے۔ ورنہ جوڑ کھل جانے کا اندیشہ ہے۔

(۱۱) **چکنی مٹی:** سنپٹ یعنی گل حکمت کرنے کے لیے مٹی نہایت چکنی ہونی چاہیے۔ بھُربھُری مٹی سے کام نہیں چل سکتا ہے۔ چکنی مٹی کو حسب ضرورت پانی میں بھگو کر اس میں قدرے روئی، قند سیاہ اور تیل سرسوں ملا کر لوہے کے ہتھوڑے سے اتنا کوٹیں کہ علیٰ یک جان ہو جائے۔ یہ مٹی بہت لیسدار ہو جائے گی۔ گل حکمت کرتے وقت یہ خیال رکھیں کہ پہلی مرتبہ پتلا پتلا لیپ کریں۔ اس کے خشک ہو جانے پر دوسرا، پھر تیسرا لیپ کر دیں۔ جب یقین ہو جائے کہ اب لیپ آگ میں رکھنے سے ٹوٹ نہ سکے گا۔ تو خشک کر کے آگ دے دیں۔

گل حکمت کے بارے میں ایک ضروری بات :- جب ایسی چیزوں کا کشتہ بنایا جا رہا ہو جن کو زیادہ آگ کی ضرورت ہو، ان کو گل حکمت کرتے وقت اگر کوزہ گلی پر مٹی کا لیپ کچھ زیادہ موٹا بھی چڑھ جائے تو اس قدر نقصان نہیں ہو سکتا جس قدر کہ ایسی حالتوں میں جہاں صرف چند سیر کی آگ دینی ہو اس لیے کوشش ہمیشہ یہ کرنی چاہیے کہ لیپ عام طور پر ایک دو انگل سے زیادہ موٹا نہ ہونے پائے۔ لیکن اس کے باوجود بہت مضبوط ہو۔ بعض کشتوں کو کئی کئی من کی آگ دی جاتی ہے۔ ایسی صورت اگر مٹی کا لیپ تین چار انگل موٹا بھی ہو تو کوئی حرج نہیں ہے۔ مٹی کے کوزے کو ٹوٹنے سے بچانے کے لیے اس کے چاروں طرف اوپر نیچے بھی مٹی کا لیپ کر دینا چاہیے۔ اس لیپ کی موٹائی آگ کے اندازے کے مطابق ہونی چاہیے۔ زیادہ آگ دینی ہو تو زیادہ موٹا لیپ کم آگ دینی ہو تو کم موٹا لیپ۔

(۱۳) **کپڑوٹی :-** بعض دفعہ فولاد، تانبہ، چاندی وغیرہ کا کوئی سالم ٹکڑا کسی بوٹی کے نغدہ میں ملفوف کر کے آگ میں رکھا جاتا ہے۔ تو اس کے لیے کپڑوٹی کر دینی ہی کافی ہوتی ہے۔ کپڑوٹی کا طریقہ یہ ہے کہ روئی اگر گل ملی ہوئی چکنی مٹی ذرا پتلی کر لی جاتی ہے اور اس میں کپڑے کے چند ٹکڑے لت پت کر لیے جاتے ہیں۔ دھات کے ٹکڑے یا پتھر وغیرہ کو جس کا کشتہ بنانا منظور ہے۔ بوٹی کے نغدہ میں لپیٹ کر اس کے اوپر چکنی مٹی میں لت پت کیے ہوئے کپڑے کے ٹکڑے لپیٹ کر گیند سی بنائی جاتی ہے۔ جب پہلی کپڑوٹی خشک ہو جائے تو دوسری کپڑوٹی اس کے اوپر سے کی جاتی ہے۔ بعض کشتوں میں سات سات کپڑوٹی کی جاتی ہے۔ فولاد، چاندی وغیرہ کا ٹکڑا بوٹی میں رکھ کر کپڑوٹی کرنی ہو تو ایک دو دفعہ ہی کافی ہے۔ لیکن اگر کوئی آگ پر اڑ جانے والی چیز ہو تو کئی مرتبہ کپڑوٹی کرنی چاہیے۔

(۱۴) **نغدہ :** کشتہ جات کے بیان میں اکثر نغدہ کا ذکر آتا ہے کہ اس چیز کو اس بوٹی کے نغدہ میں رکھ کر آگ دو۔ اس لیے نغدہ کی حقیقت سمجھ لینی ضروری ہے۔ کسی بوٹی کو بے کھرل یا ہاون دستہ میں اتنا باریک کوٹ لیا کہ وہ مکھن کی طرح نرم اور ملائم ہو جائے اس بوٹی کا نغدہ کہلاتا ہے۔ نغدہ میں سے موٹے تنکے اور ڈنٹھل نکال دینے چاہئیں۔ نغدہ جتنا زیادہ ملائم اور نرم ہو گا۔ اتنا ہی زیادہ اچھا کشتہ بنے گا۔

(۱۵) **گجپٹ :** بعض کشتوں میں ذکر آتا ہے کہ اس کو گجپٹ کی آگ دو۔ گجپٹ کسے کہتے ہیں۔ یہ

جانا ضروری ہے۔ عام حکیموں کا خیال ہے کہ گجپٹ ایسے گڑھے کو کہا جاتا ہے۔ جو گز بھر چوڑا اور گز بھر گہرا ہو لیکن
یہ خیال صحیح نہیں ہے۔ گجپٹ ایسے گڑھے کی آگ کا نام ہے جو ہاتھ بھر گہرا اور ایک ہاتھ بھر (ڈیڑھ فٹ) چوڑا
ہو۔ جن کشتوں کی ترکیب میں گجپٹ کی آگ دینی لکھی ہے وہاں ہمارا تجربہ ہے کہ عموماً ڈیڑھ من آگ سے کام چل
جاتا ہے۔ ہم نے اپنی کتابوں میں اپنے تجربے کی بنا پر آگ کا وزن مقرر کر دیا ہے۔ گڑھے کی گہرائی چوڑائی کا خیال
نظر انداز کر دیا ہے: تاکہ آسانی سے سب کاروائی عمل میں لائی جا سکے۔

(۱۶) **آگ**: کشتہ جات کو آگ دینے کے لیے ایسی جگہ کا انتخاب نہایت ضروری ہے جہاں ہوا کے
جھونکے نہ لگتے ہوں۔ یہ احتیاط نہ کی گئی، تو کشتہ جات ٹھیک تیار نہ ہو سکیں گے کیونکہ اگر کوئی آگ پر اڑ جانے
چیز ہے۔ تو ہوا کے جھونکوں سے آگ تیز ہو اٹھے گی، اور وہ چیز فوراً اُڑ جائے گی۔ اگر اڑنے والی چیز نہیں ہے۔
تو آگ جلد بھڑک کر جلد بجھ جائے گی۔ اور اس چیز کو پوری آنچ نہ لگ سکے گی۔ ہوا سے محفوظ جگہ میں بھی مزید
احتیاط کی غرض سے آگ ہمیشہ ایک گڑھے میں دینی چاہیئے۔ ڈیڑھ فٹ لمبا اور چوڑا ایک گڑھا کھود رکھنا چاہیئے
جب کسی چیز کو آگ دینی ہو تو ہمیشہ اس گڑھے میں دی جائے۔

(۱۷) **آگ دینے کا بہترین طریقہ**: کشتہ جات کو آگ دینے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ گڑھے
میں مقررہ وزن سے نصف اوپلے بچھائیں۔ ان اوپلوں پر دوا کا کوزہ رکھیں اور باقی ماندہ اوپلوں سے ڈھانپ
دیں۔ اوپلوں کے اس انبار پر دو چار جلتے ہوئے کوئلے گرا دیں۔ چند منٹوں میں خود بخود آگ جل جائے گی۔ سرِشام
آگ دیں تو رات بھر میں کشتہ تیار ہو جاتا ہے۔ زیادہ وزن کی آگ ہو تو زیادہ دیر بھی لگ جاتی ہے۔

(۱۸) **آگ کس چیز کی ہو**: کشتہ جات کی تیاری میں یہ احتیاط رکھنی نہایت ضروری ہے کہ
کشتہ کی ترکیب میں جس چیز کی آگ لکھی ہو اسی چیز کی دیں اپنی مرضی سے صحرائی اوپلوں کی جگہ خانگی اوپلے یا خانگی
اوپلوں کی جگہ بکری کی مینگنوں کی تبدیلی نہ کریں ورنہ کشتے کے خراب ہو جانے میں کوئی شبہ نہیں ہے۔ مختلف چیزوں کی
آگ کی تپش اور حرارت مختلف درجہ کی ہوتی ہے۔ صحرائی اوپلے ایک دم جل کر جلدی ٹھنڈے ہو جاتے ہیں۔
خانگی اوپلے دیر میں سلگتے ہیں اور دیر تک گرم رہتے ہیں۔ اونٹ اور بکری کی مینگنی کی آگ اس سے بھی بہت
نرم ہوتی ہے، لیکن رہتی بہت زیادہ دیر تک ہے۔ کپڑے کی دھجیوں کی آگ تین تین روز تک رہتی ہے جس

کشتے کے لیے جیسی نرم یا تیز آنچ کی ضرورت ہوتی ہے۔ اگر اسے اس انداز سے کی آنچ نہ لگے گی تو خواہ جیسے ۔وہ حسب خواہ تیار نہ ہوگا۔ ترکیب میں لکھی ہوئی چیز کو کسی اور چیز سے بدل کر آنچ دینا یقیناً کشتے کو خراب کر دے گا۔

(۱۹) **آگ کے وزن میں کمی و بیشی:** کشتہ بنانے کی ترکیب میں آگ کا جو اندازہ مقرر ہو۔ اس سے کم و بیش آگ نہ دی جائے۔ ورنہ کشتہ حسب خواہ تیار نہ ہو سکے گا کشتوں میں ذرا سی آگ کی کمی و بیشی سے بعض اوقات سارا کھیل بگڑ جاتا ہے۔ شنگرف، ہڑتال اور سنکھیے وغیرہ کے بعض کشتوں میں محض چند تولہ آگ کی کمی و بیشی سے کشتہ یا تو خراب ہو جاتا ہے یا اُڑ جاتا ہے۔ چاندی کا ایک خاص قسم کا کشتہ ہم اکثر دفعہ بنایا کرتے ہیں اسے محض ایک پاؤ اوپلوں کے چورے کی آگ دی جاتی ہے۔ اگر اوپلوں کا وزن ۲۰ تولے کر دیا جائے تو محض تین تولے کی زیادتی سے کشتے کا رنگ سیاہ ہو جاتا ہے۔ اگر پوری آنچ رہے تو رنگ بالکل سرخ شنگرف کی طرح رہتا ہے۔ اگر اٹھارہ تولے کی آگ دی جائے تو کشتہ تیار ہی نہیں ہوتا۔ اوپلوں کے خشک یا ذرا گیلے ہونے کا بھی اس کشتے کے رنگ پر بڑا اثر پڑتا ہے۔ اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ آگ کے وزن میں کس قدر احتیاط کی ضرورت ہے۔ سیدھے سادے کشتوں میں اس احتیاط کی اس قدر ضرورت نہیں ہوتی لیکن خاص الخاص اکسیری کشتوں میں تو ذرا سی بے احتیاطی سارا کام بگاڑ دیتی ہے۔

(۲۰) **ترکیب میں تقدم و تاخر:** کشتہ تیار کرنے کی ترکیب جس طرح سے لکھی ہو قدم بقدم اسی ترکیب کے مطابق کام کریں۔ اپنی رائے سے کسی کام کو پہلے اور کسی کو پیچھے نہ کریں۔ مثلاً کسی کشتہ کی ترکیب میں لکھا ہو کہ اسے پہلے آک کے دودھ میں کھرل کر کے آگ دیں۔ پھر گھی گوار کے رس میں کھرل کر کے دوسری آگ دیں۔ بالکل اسی ترکیب کے مطابق آگ دینی چاہیے۔ پہلے آک کے دودھ میں کھرل کر کے اور پھر گھیکوار کے رس میں کھرل کر کے۔ پہلے گھی گوار کے رس میں اور پھر آک کے دودھ میں کھرل کرنا منع ہے۔ اس سے بعض اوقات کشتہ ٹھیک تیار نہیں ہوتا۔

(۲۱) **ایک عجیب غلطی:** کشتہ سازی کے بعض نئے شوقین ایک عجیب غلطی کیا کرتے ہیں۔ مثلاً کشتہ کی ترکیب یہ ہے۔ ایک تولہ شنگرف رومی کو ایک پاؤ قند لوٹی کے نغدہ میں رکھ کر دو سیر کی آگ دو۔

ان کا خیال ہوتا ہے کہ ایک تولہ کشتہ بنانے کی بجائے پانچ تولے کیوں نہ ایک دم تیار کر لیا جائے۔ مگر جب اس طریقہ سے کشتہ تیار کیا جاتا ہے، تو شنگرف اڑ جاتی ہے ان کو حیرت ہوتی ہے کہ حساب لگانے میں یقیناً کوئی غلطی نہ تھی۔ سب چیزیں پانچ گنی کر لی گئی تھیں پھر نہ معلوم شنگرف کیوں اڑ گئی جب اور کوئی بات سمجھ میں نہیں آ سکتی تو کتاب کے مصنف کو بُرا بھلا کہنے لگتے ہیں کہ اس نے ترکیب غلط لکھی ہے۔ کشتہ سازی کے شوقینوں کو چاہیے کہ ترکیب میں لکھے ہوئے وزن میں کمی و بیشی نہ کریں ورنہ کشتہ تیار نہ ہو گا۔ صرف تجربہ کار کشتہ ساز ہی کبھی کشتوں کے وزن میں اپنے تجربہ کی بنا پر کمی بیشی کر سکتے ہیں۔ ہر کس و ناکس اس طرح وزن میں کمی یا زیادتی کر کے کامیاب نہیں ہو سکتا۔ کافی تجربہ ہونے پر بعض کشتوں کو زیادہ مقدار میں تیار کرنا ہو تو اپنے تجربہ کی بنا پر اور ان میں کمی و بیشی کر کے دو چار مرتبہ کشتہ بنانے سے کامیابی ہو بھی جاتی ہے۔ مگر کشتے کی تاثیر اور طاقت میں اس سے فرق آ جاتا ہے۔ اس لیے یہ ضروری ہے کہ ترکیب میں لکھے ہوئے کسی وزن میں ہرگز ہرگز کسی قسم کی کمی و بیشی نہ کریں ورنہ کشتہ ٹھیک تیار نہ ہو سکے گا۔

(۲۲) **کشتہ آگ میں سے کب نکالا جائے:** جب تک آگ بالکل ٹھنڈی نہ ہو جائے کشتہ نکالنے کی کوشش نہ کرنی چاہیے۔ کشتہ نکالتے وقت کشتے والا برتن بھی بالکل ٹھنڈا ہونا چاہیے۔ بعض کشتے اگر آگ بالکل ٹھنڈی ہونے پر نکالے جائیں۔ لیکن کشتے والا برتن بھی گرم ہو تو خراب ہو جاتے ہیں۔ ذرا سی آنچ کی کمی و بیشی سے کشتے میں نقص پڑ جاتا ہے۔ اس لیے کشتہ اس وقت تک برتن سے نہ نکالیں جب تک وہ برتن کی تمام حرارت اپنے اندر جذب نہ کر چکے اور برتن کو اس وقت تک گڑھے سے نہ نکالیں جب تک آگ قطعاً ٹھنڈی نہ ہو چکی ہو۔ آگ قطعی طور پر ٹھنڈی ہو چکنے کے بعد بھی گھنٹہ دو گھنٹہ تک کشتے کے برتن کو راکھ میں پڑے رہنے دینا چاہیے تاکہ بالکل ٹھنڈا ہو جائے۔

(۲۳) **کشتہ تیار ہو چکنے کے بعد:** کشتہ تیار ہو چکنے کے بعد اس کی شناخت کرنی چاہیے کہ ناقص تو نہیں رہ گیا ہے اگر ناقص رہ گیا ہو تو حسب ترکیب دو چار آنچیں دیں۔ ناقص کشتہ جات جسم کو بجائے فائدہ پہنچانے کے نقصان پہنچاتے ہیں۔

(۲۴) **پرانا کشتہ:** کشتہ جات میں یہ ایک عجیب خوبی ہے کہ جس قدر پرانے ہوتے جائیں۔

ان کی طاقت بجائے کم ہونے کے بڑھتی جاتی ہے۔ بالکل نیا تیار شدہ کشتہ استعمال کرنا ممنوع ہے کیونکہ اس میں حدت زیادہ ہوتی ہے۔ اسی لیے بعض تیز گرم کشتے اگر نئے نئے تیار شدہ استعمال کرائے جائیں تو اکثر جسم پر پھنسیاں نکال دیتے ہیں اور خون میں احتراق پیدا کر دیتے ہیں۔ کشتہ ہمیشہ کئی سال کا پرانا استعمال کرانا چاہیے۔ آیورویدک اور یونانی طب کے اچھے اچھے مستند دواخانوں سے تیار ہونے والے کشتہ جات کے بارے میں بھی اس قسم کی احتیاط نہیں کی جاتی۔ کوئی کشتہ دیر تک فروخت نہ ہونے کی وجہ سے تو شاید پرانا ہو جائے۔ مگر دانستہ طور پر کسی دواخانہ میں ان کو پرانا کرنے کی ضرورت نہیں سمجھی جاتی۔ جہاں تجارت ہے وہاں ان باتوں کی پرواہ بھی کون کرتا ہے۔ مگر یہ ایک سخت غلطی ہے اپنے ذاتی فائدہ کے لیے خریداروں کو نقصان دہ کشتہ دیا جاتا ہے۔ کشتہ جلدی استعمال کرنا ہو تو کم از کم اتنا ضرور کر لینا چاہیے کہ اسے کسی شیشی میں بند کر کے گیلی جگہ میں دفن کرا دیں۔ اس جگہ پر دوسرے تیسرے روز پانی چھڑکتے رہیں۔ گیلی ریت میں شیشی دبائے رکھنا بہت اچھا طریقہ ہے۔ چالیس دن اسی طرح زمین میں دبائے رکھنے کے بعد کشتہ استعمال کرنا چاہیے۔ مونگا، موتی، قلعی، سیپ، ابرک وغیرہ کے کشتے اس سے بھی پہلے استعمال کرائے جا سکتے ہیں۔ مگر سنکھیا، شنگرف، تانبہ وغیرہ کے کشتے چالیس روز زمین میں دبائے بغیر استعمال ہرگز نہ کریں۔

(۲۵) **حفاظت:** کشتہ تیار ہو چکے تو اسے بحفاظت تمام شیشی میں بند کر کے رکھنا چاہیے۔ ہوا میں رکھے رہنے سے کشتے کی تاثیر میں فرق آ جاتا ہے۔ بعض بے احتیاط کشتہ ساز کاغذ کی پڑیوں میں ہی کشتوں کو لپیٹ رکھتے ہیں۔ یہ طریقہ ٹھیک نہیں ہے۔ کشتے کو نمی سے بھی بچانا چاہیے۔ اس سے بھی کشتے کی طاقت کم ہو جاتی ہے۔ برسات کے موسم میں شیشی کا کارک مضبوط رہنا چاہیے۔ گیلی زمین میں جب شیشی دبائی جائے۔ اس وقت بھی مضبوط کارک لگانا چاہیے۔ بہتر ہو کہ لاکھ کی مہر لگا دیں۔

تصفیہ کی تدابیر

جس چیز کا کشتہ تیار کرنا ہو پہلے اسے علم کشتہ جات کے موجدوں کی وضع کردہ ترکیب کے مطابق صاف کر لینا نہایت ضروری ہے۔ بغیر صاف کئے کسی چیز کا کشتہ تیار نہ کرنا چاہیے۔ ورنہ بجائے فائدہ کے نقصان

کا اندیشہ ہے۔ مثلاً بغیر صاف کیا ہوا سونا مرد کے مادہ منویہ کو خراب کر دیتا ہے۔ عقل اور ذہن میں بھی اختلال پیدا کرتا ہے۔

دھاتوں کے تصفیہ کی ترکیب

سونا چاندی تانبہ فولاد سکہ قلعی اور جست ان دھاتوں کو صاف کرنے کا ایک ہی طریقہ ہے۔

جو آسانی سے پگھلنے والی ہیں مثلاً سکہ جست قلعی ان کو پگھلا کر اور جو بہت ہی مشکل سے پگھلنے والی ہیں۔ مثلاً لوہا تانبہ وغیرہ انھیں آگ میں خوب سُرخ کرکے تین مرتبہ روغن کنجد میں سرد کریں۔ اس کے بعد تین مرتبہ دہی کی چھاچھ میں سرد کریں پھر تین مرتبہ گائے کے پیشاب میں سرد کریں۔ پھر تین مرتبہ کانجی میں سرد کریں۔ پھر تین مرتبہ کلتھی کے جوشاندہ میں سرد کریں ۔ اس طرح پندرہ بجھاؤ دینے کے بعد ہر ایک دھات صاف ہو جاتی ہے۔

نوٹ نمبر ۱: مندرجہ بالا چیزوں میں اگر دھات کو سات سات بجھاؤ دے جائیں۔ تو بہت بہتر ہے۔

نوٹ نمبر ۲: تیل میں بنے ہوئے چنوں کے پکوڑے پانی میں کئی گھنٹے بھگو رکھیں پھر اس پانی کو نتھار لیں۔ اسے کانجی کہتے ہیں۔ کلتھی ایک مشہور چیز ہے ہر پنساری کے ہاں سے مل سکتی ہے۔ اسے جو کوب کرکے سولہ گنا پانی میں رات بھر کسی قلعی دار برتن میں بھگو رکھیں۔ صبح آگ پر رکھ کر جوش دیں۔ جب چوتھا حصہ پانی باقی رہ جائے تو اتار کر چھان لیں یہی کلتھی کا جوشاندہ ہے۔

نوٹ نمبر ۳: سونا چاندی تانبہ وغیرہ کو بھی اگر ذرا محنت سے پگھلا کر ہی بجھاؤ دے جائیں تو زیادہ مفید ہے ورنہ ان کے پتلے پترے بنوالیں ان پتروں کو آگ میں لال سُرخ کرکے بجھاؤ دیں۔

نوٹ نمبر ۴: تجربہ شاہد ہے کہ بجھاؤ دیتے وقت دھاتیں اچھل پڑتی ہیں۔ بعض اوقات بجھاؤ دینے والا جل جاتا ہے۔ بعض دفعہ دھات اچھل کر برتن سے باہر نکلتی ہے تو ضائع ہوجاتی ہے۔ ان دونوں خطروں کو دور کرنے کی ایک نہایت آسان ترکیب یہ ہے کہ جس برتن میں بجھاؤ دیا جائے (وہ برتن مٹی کا ہونا چاہیے) اس کے منہ پر مٹی کا ایک ڈھکنا رکھیں۔ اس ڈھکنے میں ایک سوراخ کرلیں۔ اس سوراخ میں سے پگھلی ہوئی دھات ڈالیں تو دھات کے اچھل کر باہر آنے اور جلا دینے کا خدشہ مٹ جاتا ہے۔

چینی یا پتھر کے برتن میں بھگو رکھیں۔ صبح کو اوپر سے پانی نتھار لیں۔ بس یہی اہل کا آب زلال ہے۔

تانبے کو صاف کرنے کا طریقہ

(۱) تانبے کو پگھلا کر تین بار السی کے تیل میں اور تین بار چھاچھ میں بجھا دیں۔ تانبہ صاف ہو جائے گا۔

(۲) تانبے کے باریک پترے بنوا کر انہیں آگ میں لال سرخ کریں۔ پھر سات مرتبہ السی کے تیل میں اور سات مرتبہ چھاچھ میں بجھا دیں۔ تانبہ صاف ہو جائے گا۔

فولاد کو صاف کرنے کا طریقہ

فولاد کے پتروں کو آگ میں خوب لال سرخ کر لیں پھر تین مرتبہ روغن گندھک میں بجھا دیں۔ اس کے بعد تین مرتبہ گائے کے پیشاب میں۔ اس کے بعد تین مرتبہ گائے کے ترش دہی میں بجھا کر دے کر گرم پانی سے دھو کر رکھ لیں بس فولاد صاف ہو گیا۔

قلعی کو صاف کرنے کا طریقہ

قلعی کو پگھلا کر سات مرتبہ اہل کے آب زلال میں بجھا دیں۔ اس طرح قلعی بالکل صاف ہو جاتی ہے۔

نوٹ:- اہل کے آب زلال بنانے کا طریقہ چاندی کو صاف کرنے کے طریقے میں دیکھو۔

سکے کو صاف کرنے کا طریقہ

سکے کو پگھلا کر سات مرتبہ آک کے دودھ میں بجھا دیں تو سکہ صاف ہو جاتا ہے۔

جست کو صاف کرنے کا طریقہ

جست کو پگھلا کر کیلے کے رس میں اکیس مرتبہ بجھا دیں تو جست صاف ہو جاتا ہے۔

نوٹ: پہلے کا رس کیلے کے تنے کو کاٹ کر نکالیں۔

اپدھاتوں کی صفائی کی تدابیر

پارے کو صاف کرنے کی ترکیب: پارے کو مندرجہ ذیل چیزوں کے ساتھ ایک ایک ہفتہ تک کھرل کریں، ہر روز شام کو پانی سے دھو کر صاف کر لیا کریں۔ لیکن دھونے میں نہایت احتیاط اور ہوشیاری کی ضرورت ہے، ورنہ پارہ بھی پانی کے ساتھ ہی بہ جاتا ہے، کیونکہ وہ ذرہ ذرہ ہو چکا ہوتا ہے اور جس چیز میں کھرل کیا گیا ہے، تقریباً اسی میں مل چکا ہے۔ اس لیے بے احتیاطی سے پارے کا پانی کے ساتھ ہی بہ جانا بہت آسان سی بات ہے۔

وہ چیزیں جن میں ایک ایک ہفتہ کھرل کیا جائے گا، مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) نیم پختہ اینٹ (جسے پلی اینٹ بھی کہتے ہیں یہ جلدی ٹوٹ جانے والی اور بھربھری اینٹ ہوتی ہے) کا گیرو۔

(۲) ہلدی کا سفوف (۳) نمک (۴) لیموں کا رس۔

نوٹ نمبر ۱: پارے کو جس قدر زیادہ صاف کیا جائے، اسی قدر زیادہ بہتر ہے۔ تھوڑا صاف کیا ہوا پارہ نقصان دہ ہوتا ہے۔

نوٹ نمبر ۲: پارے کو جن چار چیزوں میں کھرل کرنا لکھا ہے، اگر ایک ایک ہفتہ ان میں کھرل نہ کیا جا سکے تو کم سے کم ایک ایک دن تو ضرور کرنا چاہیے۔ اس سے کم صاف کیا ہوا پارہ کسی بھی دوا میں یا کشتے میں استعمال کرنے کے حق میں نہیں ہیں۔

شنگرف کو صاف کرنے کا طریقہ

(۱) شنگرف کو ریزہ ریزہ کر کے کاغذی لیموں کے رس کے ساتھ سارا دن کھرل کریں۔ شام کو پانی سے دھو لیں تھوڑی دیر پانی ساکن رہنے پر شنگرف تہ نشین ہو جاتی ہے اور صاف پانی اوپر آ جاتا ہے۔ اس پانی کو احتیاط سے نتھار دیں۔ اسی طرح سے چار دن کھرل کریں۔ اس طریقہ سے شنگرف بالکل صاف ہو جاتی ہے۔

(۲) بعض کشتوں میں شنگرف کی سالم ڈلی کی ضرورت پڑتی ہے۔ سالم ڈلی کیسے صاف کی جائے؟ کوئی

بھٹ کٹیائی بمعہ شاخ پتے وغیرہ کے آٹھ سیر صاف پانی ایک من، بوٹی کو کوٹ کر باریک کر لیں۔ ایک قلعی دار دیگ میں پانی اور بوٹی ملا کر رکھیں۔ دیگ کے نیچے ہلکی ہلکی آگ جلائیں شنگرف کی تین چار تولے تک کی ایک ڈلی یا ایک ایک تولہ کی تین چار ڈلیوں کو ڈول جنتر کے ذریعے اس دیگ میں پکائیں بس شنگرف صاف ہو گئی۔

ڈول جنتر کی ترکیب

ڈول جنتر کی ترکیب یہ ہے کہ دیگ میں وہ بوٹی، رس، دودھ وغیرہ ڈال کر ہلکی آگ پر رکھیں جس میں کوئی چیز بذریعہ ڈول جنتر پکانی ہو۔ اس دیگ کے منہ پر ایک لکڑی رکھیں یا کوئی اور چیز رکھیں جو تقریباً انگل بھر موٹی ہو پھر ایک لکڑی اس کے پہلوؤں کے رخ پر رکھیں اب دیگ کے منہ پر رکھی ہوئی دونوں لکڑیوں کی یہ شکل بن جائے گی + وہ جگہ جہاں یہ لکڑیاں ایک دوسری سے ملتی ہیں ایک دھاگے سے مضبوط باندھ دیں۔ اب یہ لکڑیاں دیگ میں بھی نہ گر سکیں گی۔ اور باہر بھی نہ گریں گی بلکہ دیگ کے منہ پر ہی رہیں گی اور جس چیز کو ڈول جنتر کے ذریعے پکانا ہو اس کی سالم ڈلیاں لے کر ان کو ململ کے صاف ٹکڑوں میں باندھیں اور دھاگے کے ذریعے دیگ کے منہ پر رکھی ہوئی لکڑیوں سے اس طرح سے لٹکائیں کہ وہ دیگ کے پیندے میں بھی نہ لگ سکیں اور دیگ میں بوٹی کا رس دودھ وغیرہ جو چیز ہو اس سے باہر بھی نہ رہیں۔ جوں جوں دیگ میں پانی وغیرہ کم ہوتا جائے۔ دوا کی پوٹلیوں کو ڈھیلی کرتے جائیں تاکہ تنگی نہ ہونے پائیں۔ اسے ڈول جنتر عرق کہتے ہیں جب دیگ کا پانی وغیرہ ختم ہو جانے کے قریب ہو جائے تو دوا کی پوٹلیوں کو باہر نکال لیں اور پوٹلیاں کھول کر دوا کی ڈلی نکال لیں اور کام میں لائیں۔

ہڑتال ورقی صاف کرنے کا طریقہ

گائے کی ترش چھاچھ کے ہمراہ ہڑتال ورقی کو سارا دن زور دار ہاتھوں سے کھرل کریں۔ شام کو گرم پانی سے دھو کر چھاچھ نکال دیں۔ باقی ہڑتال ورقی رہ جائے گی جو بالکل صاف ہو گی گرم پانی ڈال کر تھوڑی دیر رکھنے سے ہڑتال ورقی تہ نشین ہو جاتی ہے۔ پھر آہستہ آہستہ پانی نتھار دیں۔ اسی طرح سے کئی بار کریں۔ جتنے کہ چھاچھ

کا کوئی جُز ہڑتال میں باقی نہ رہ جائے۔

سنکھیے کو صاف کرنے کا طریقہ

(۱) سنکھیے کو صبح سے لے کر شام تک لیموں کے رس میں خوب اچھی طرح سے کھرل کریں۔ شام کو پانی سے دھو کر لیموں کا اثر نکال دیں۔ دھونے میں احتیاط سے کام لیں ورنہ سنکھیا بھی پانی کے ساتھ ہی بہ جائے گا۔

(۲) سنکھیے کی سالم ڈلیاں صاف کرنی ہوں تو شلغم کے پانی میں یا ہری گھوکے پانی میں صبح سے لے کر شام تک ڈول جنتر کر کے پکائیں سنکھیا صاف ہو جائے گا۔

دال چکنے کو صاف کرنے کا طریقہ

(۱) سفید ململ کے کپڑے میں پوٹلی باندھ کر گائے کے دودھ میں دو دن تک بذریعہ ڈول جنتر پکاتے رہیں۔ تو دال چکنا صاف ہو جاتا ہے۔

(۲) حقے کے سڑے ہوئے پانی میں بذریعہ ڈول جنتر پکانے سے دال چکنا بارہ گھنٹے میں ہی صاف ہو جاتا ہے۔

رسکپور کو صاف کرنے کا طریقہ

(۱) رسکپور کو پوٹلی میں باندھ کر انگوری سرکہ میں بارہ گھنٹہ تک ڈول جنتر کے ذریعہ پکائیں تو رسکپور صاف ہو جاتا ہے۔

(۲) رسکپور کو لیموں کے رس کے ساتھ دو دن تک کھرل کرتے رہیں اور پانی سے دھو کر صاف کر لیں تو رسکپور صاف ہو جاتا ہے۔

گندھک صاف کرنے کا طریقہ

(۱) بھینس کے دودھ میں بارہ گھنٹہ تک بذریعہ ڈول جنتر پکائیں تو گندھک صاف ہو جائے گی۔ پوٹلی میں باندھنے سے پہلے گندھک ریزہ ریزہ کر لینی چاہیے گندھک کی سالم ڈلی کی شاذ و نادر ہی ضرورت پڑتی ہے، اگر سالم ڈلی ہی کی ضرورت ہو تو سالم ڈلی ہی پوٹلی میں باندھ کر ڈول جنتر کے ذریعہ سے پکائیں۔

(۲) ایک لوہے کے کڑچھے میں گندھک سے دو وزن گھی ڈال کر گرم کریں۔ گھی گرم ہو جائے تو اس میں گندھک ڈال دیں، چند منٹ میں گندھک پگھل کر گھی کے ساتھ مل جائے گی۔ اب اسے گندھک سے تقریباً آٹھ گنا وزن دودھ میں ڈال دیں۔ دودھ سے الگ کر کے پھر گندھک کو اسی طرح سے کڑچھے میں گرم کریں یعنی گندھک سے دو گنے گھی میں۔ اور پھر گندھک سے کوئی آٹھ گنے وزن دودھ میں بجھا دے لیں (دودھ اس دفعہ نیا ہو، گھی بھی نیا ہو) تیسری مرتبہ پھر نئے گھی اور نئے دودھ سے ایک بجھاؤ اور دے لیں۔ بس گندھک صاف ہو گئی۔ اسے تیز گرم پانی سے دھو لیں تاکہ گھی دودھ کی چکناہٹ دور ہو جائے۔

نوٹ: گندھک بارود کی ماں ہے۔ ذرا سی آگ لگنے پر بھڑک اٹھتی ہے جب گندھک کا کڑچھا آگ پر رکھا ہو تو خیال رہے کہ کڑچھے کے ارد گرد صرف کوئلے ہی ہوں کہیں سے شعلہ نہ اٹھتا ہو ورنہ ممکن ہے گندھک ذرا سی آگ چھو جانے سے جل اٹھے اور گندھک کو صاف کرنے والا بے چارہ اپنی صفائی ہی کر بیٹھے۔

دیگر چند ایک پتھروں، معدنی اور حیوانی چیزوں کا تصفیہ

مونگا، موتی، یاقوت وغیرہ تقریباً صاف ہی ہوتے ہیں ان کے تصفیہ کی زیادہ ضرورت نہیں ہوتی۔ آیورویدک فن کتب جات کی کتابوں میں ان کے تصفیہ کی تدبیریں بھی درج کی گئی ہیں۔ مگر تجربے ان کی صفائی کی زیادہ ضرورت نہیں بتاتے۔ تاہم چند ایک چیزوں کے صاف کرنے کی تدبیریں درج ذیل کی جاتی ہیں۔

سچے موتی صاف کرنے کا طریقہ

چھوٹی سی کٹھالی لیں احتیاط سے آگ میں رکھیں خوب گرم ہو جانے پر روح کیوڑہ میں بجھا دے لیں۔ ایک دو دفعہ کے بجھا دینے سے ہی موتی نہایت آسانی سے پسنے کے لائق ہو جاتے ہیں اور صاف بھی ہو جاتے ہیں۔

مونگا

تیز آنچ میں گرم کریں پھر عرق گلاب سہ آتشہ، عرق کیوڑہ درجہ اول، عرق بید مشک درجہ اول تینوں عرقوں میں ملا کر اس میں مونگے کو بجھا دیں۔ دو تین بار کے بجھاؤ سے مونگے کی رنگت سفید ہو جاتی ہے اور آسانی سے ٹوٹنے بھی لگتا ہے زیادہ دفعہ بجھا لیا جائے تو اور بھی نرم ہو جائے گا۔

یاقوت زمرد وغیرہ

ان سب چیزوں کو سرکہ انگوری میں بذریعہ ڈول جنتر پکا لینا چاہیے۔ پانچ سات گھنٹے ہی پکا لینا کافی ہے۔ بس صاف ہو جائیں گے۔

عقیق

عقیق کو تیز کوئلوں کی آنچ میں رکھ کر خوب گرم کریں پھر عرق کیوڑہ، بید مشک اور گلاب کو ملا کر اس میں بجھائیں کئی مرتبہ بجھانے سے عقیق نرم بھی ہو جاتا ہے اور صاف بھی۔ زیادہ مرتبہ بجھایا جائے تو بہت نرم ہو جاتا ہے۔ اور آسانی سے ٹوٹنے لگتا ہے۔ تھوڑی مرتبہ بجھایا جائے تو سخت رہتا ہے۔ اس طرح بجھا دینے سے عقیق کا رنگ بھی بدل جاتا ہے۔ سرخی مائل سے سفیدی مائل ہو جاتا ہے زیادہ بجھانے سے بالکل سفید بھی ہو جاتا ہے۔

ہڑتال گئودنتی

گائے کے پیشاب میں چھ گھنٹہ تک بذریعہ ڈول جنتر پکانے سے صاف ہو جاتی ہے۔

ابرک

ابرک کو تیز آنچ میں لال سرخ کریں۔ پھر گائے کے دودھ میں بجھا دیں۔ اسی طرح سے سات مرتبہ بجھا دینے سے ابرک صاف ہو جاتا ہے۔ ابرک کا کشتہ اسے صاف کئے بغیر تیار نہ کیا جائے۔

سنکھ کوڑی وغیرہ

(۱) سنکھ کوڑی وغیرہ انگوری سرکہ میں آٹھ دس گھنٹے بذریعہ ڈول جنتر پکانے سے صاف ہو جاتے ہیں۔

(۲) سنکھ کے ٹکڑوں کو تیز کوئلوں کی آنچ میں رکھ کر خوب سرخ کر لیں اور کاغذی لیموں کے رس میں بار بار بجھائیں اس طرح سے سنکھ بالکل صاف ہو جاتا ہے۔

نوٹ: جس بوٹی کے رس میں کوئی چیز صاف کی جائے اس کی تاثیر کا اثر بھی کشتے پر پڑتا ہے۔ مثلاً عرق لیموں میں بجھائے ہوئے سنکھ کا کشتہ اسہال و سنگرہنی وغیرہ کے لیے زیادہ مفید ہو گا۔ جس مرض کے لیے کشتہ تیار کرنا ہو گا اسے صاف کرنے کے لیے بھی ایسی ہی تاثیر کی چیز تلاش کرنی چاہیئے۔ یہ بات بہت تفصیل چاہتی ہے۔ اس لیے اس جگہ نظر انداز کر دی جاتی ہے کہ کشتہ جات کی کسی اور کتاب میں تفصیل سے بیان کی جائے گی۔

کشتہ جات کے کامل و ناقص ہونے کی علامات

کشتہ تیار کرنے والے کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ کشتہ تیار کرنے کے بعد اس کو کسی مستند طریقہ سے پہچان کرے کہ آیا کشتہ بالکل صحیح اور درست تیار ہو گیا ہے یا نہیں۔ ناقص کشتہ جات بہت خطرناک اور نقصان دہ ثابت ہوتے ہیں کشتہ کی پہچان کے لیے زمانہ قدیم سے عام طور پر یہ طریقہ مروج ہے جسے دیہاتی وید اور حکیم اور بہت سے دیہاتی بزرگ بھی جانتے ہیں۔ چٹکی بھر کشتہ لے کر کسی پانی سے لبریز کٹورے میں ڈالیں اور پانی کی سطح پر کشتہ کو پھیل جانے دیں۔ پھر اس پر گیہوں کے دانوں کی ایک مٹھی ڈال دیں اگر کشتہ کامل ہے تو وہ گیہوں کے دانے پانی کے اوپر ہی تیرتے رہیں گے۔ لیکن اگر کشتہ ناقص ہے تو پھر پانی میں ڈوب جائیں گے کشتہ کے ناقص یا کامل ہونے کی پہچان کرنے کا یہ اگرچہ مشہور و معروف طریقہ ہے۔ لیکن تجربات نے ثابت کر دیا ہے کہ یہ طریقہ کچھ مستند نہیں ہے بعض کشتہ جات ایسے دیکھنے میں آئے ہیں جو اس معیار پر پورے نہیں اترتے لیکن وہ ماہرین فن کے تیار کردہ اور ہر صورت میں بے ضرر اور فائدہ مند ہوتے ہیں بعض اوقات یہ بھی دیکھا گیا کہ گندم کے دانے تیرا دینے والے کشتہ سے گندم کے دانے نہ تیرا سکنے والا کشتہ زیادہ مفید اور بے ضرر ثابت ہوا۔ اس لیے تجربہ کی رو سے مندرجہ بالا

پہچان کو کوئی اہمیت حاصل نہیں ہے۔ البتہ مندرجہ ذیل علامات بہت کچھ مستند ہیں اور بلاشبہ ناقص و کامل کشتہ کی پہچان کے لیے کسوٹی قرار دی جا سکتی ہیں۔

کشتہ سونا

سونے کے کشتے میں سے تھوڑا سا کشتہ لے کر ایک شیشے یا چینی کے چھوٹے سے کٹورے میں ڈال کر آب لیموں سے کھرل کریں۔ اگر وہ سرخ ہو جائے تو سمجھیں کہ سونے کا کشتہ بالکل کامل تیار ہوا ہے۔ اس کے برعکس ہو تو ناقص سمجھیں۔

کشتہ چاندی

چاندی کا تھوڑا سا کشتہ لے کر اسے لونگ کے ساتھ خوب کھرل کریں۔ اگر سیاہ ہو جائے تو سمجھیں کہ وہ کامل ہے ورنہ ناقابل استعمال سمجھیں۔

کشتہ فولاد

فولاد کا کشتہ پانی پر تیرتا رہے تو اسے کامل سمجھیں ورنہ ناقص۔ ولایت سے فولاد کے بہت سے کشتے ایسے آتے ہیں جو پانی پر تیر نہیں سکتے لیکن ان کے استعمال سے کچھ نقصان نہیں ہوتا۔ اس لیے اگر کشتہ فولاد کسی ماہر فن کا تیار کردہ ہو اور مستند ترکیب کے مطابق بنا ہو تو وہ اگر پانی پر نہ بھی تیرے تو کچھ مضائقہ نہیں۔ پانی پر تیرنا صرف یہ ثابت کرتا ہے کہ کشتہ بہت لطیف اور ہلکا ہو گیا ہے اور آسانی سے جزو بدن بننے کے لائق ہے۔

کشتہ تانبہ

(۱) ایک چینی کے پیالے میں بہت سی ترش دہی ڈالیں اور اس میں تانبے کا تھوڑا سا کشتہ ڈال کر بارہ گھنٹہ رکھا رہنے دیں۔ اگر اس میں سبزی آ جائے تو سمجھیں کہ کشتہ ناقص ہے اگر سبزی نہ آئے تو کامل سمجھیں۔

یہ پہچان بالکل مستند ہے۔ تانبہ کا ناقص کشتہ بہت خطرناک ہوتا ہے۔ اکثر صورتوں میں جذام تک میں مبتلا کر دیتا ہے۔

(۲) اگر تانبے کے کشتے کے استعمال سے متلی ہو۔ اور منہ میں پانی بھر آئے تو سمجھ لیجیے کہ کشتہ ناقص اور خام ہے۔ تانبے کے ناقص کشتے کو آک کے دودھ میں کھرل کر کے دو تین آنچیں دی جائیں تو کامل ہو جاتا ہے۔ مگر اس طرح آنچیں دینے کے بعد دوبارہ بھی امتحان کر لینا چاہیے۔ کامل کشتہ تانبے کے برابر دنیا میں کوئی طاقت بخش کشتہ نہیں لیکن ناقص کشتہ تانبے کے برابر دنیا میں کوئی اور خطرناک زہر نہیں ہے۔

کشتہ قلعی

کشتہ قلعی کی ایک چٹکی جلتے ہوئے انگارے پر ڈالیں۔ اگر آگ کی گرمی سے اس کا رنگ زردی مائل ہو جائے تو سمجھیے کہ قابل استعمال و کامل کشتہ ہے لیکن اگر کوئی اور رنگ اختیار کرے تو اس کے ناقص ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہے۔

کشتہ جست

جست کے کشتے کے ناقص یا کامل ہونے کی یہ پہچان ہے کہ اس کی ایک خوراک کسی کو استعمال کرا کے دیکھیں اگر اس خوراک کو استعمال کرنے کے بعد اجابت نہ ہو۔ تو یہ کشتہ کے کامل ہونے کی نشانی ہے لیکن اگر اجابت کی ضرورت پیش آئے تو یہ کشتہ ناقص ہونے کی دلیل ہے۔

کشتہ سیسہ

سیسے کا کامل کشتہ آگ پر رکھنے سے سرخ رنگ اختیار کر لیتا ہے اس لیے اگر آگ پر رکھنے سے سیسے کے کشتہ کا رنگ سرخی پر نہ آئے۔ تو یہ اس کے نیے ناقص ہونے کا ثبوت ہے۔

کشتہ پارہ

(۱) پارہ کے کشتہ کو فطر (پہ پیپڑہ) کے ساتھ تو لیں اگر وہ زندہ ہو جائے بالکل ناقص اور قطعی ناقابل استعمال سمجھئے لیکن اگر اس طریقے سے پارہ زندہ نہ ہو یہ اس کے نہایت اعلیٰ درجہ کے کشتہ ہونے کا ثبوت ہے۔

(۲) پارہ کے کشتہ کو آگ پر ڈال کر دیکھیے اگر دھواں دے تو اس کے ناقص ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہے لیکن اگر دھواں نہ دے تو اسے ہر طرح کامل سمجھئے۔ بعض کشتہ جات جو انڈا وغیرہ میں بنائے جاتے ہیں اور آگ میں رکھے جاتے ہیں اور وہ انڈوں کی زردی شامل ہونے کی وجہ سے آگ پر دھواں دے سکتے ہیں۔ لہٰذا ایسے کشتوں کو اس اصول سے مستثنیٰ قرار دیا جائے۔

(۳) بعض مشہور حکیموں کے قلم سے میں نے کئی طبی رسالوں میں تیزاب گندھک اور شیر انجیر و تھوہر وغیرہ سے پارے کا کشتہ بنانا پڑھا ہے۔ اس کی بابت میرا تجربہ یہ ہے کہ ان ترکیبوں سے پارے کا ایک زرد رنگ کا سفوف سا تیار ہو سکتا ہے۔ لیکن میرے خیال میں یہ پارے کا کشتہ نہیں ہے۔ اس سفوف کو پانی میں ڈال کر تھوڑی دیر تک انگلی سے ہلاتے رہیں تو پارے کے اجزا اکٹھے ہو کر پارہ زندہ ہو جاتا ہے پس یہ بھی کشتہ پارہ کے ناقص و کامل ہونے کی ایک پہچان قرار دی جا سکتی ہے کہ اسے پانی میں ڈال کر تھوڑی دیر تک انگلی سے ہلائیں۔ اگر پارے کا کوئی ذرہ بھی زندہ ہو جائے تو اس کشتہ کو ناقص سمجھیں۔

کشتہ شنگرف

(۱) شنگرف کے کشتہ کے کامل و ناقص ہونے کی یہ پہچان ہے کہ اسے آگ پر ڈال کر دیکھیں اگر دھواں نہ دے تو کامل سمجھیں ورنہ معمولی۔ واضح ہو کہ یہ پہچان قطعی نہیں ہے کہ شنگرف بعض دفعہ انڈوں وغیرہ کو پکا کر اور انڈوں کی آمیزش ہی تیار کی جاتی ہے۔ اسے بھی شنگرف کا کشتہ ہی کہا جاتا ہے۔ ظاہر ہے کہ انڈوں وغیرہ کی آمیزش ہونے کی وجہ سے یہ لازمی طور پر دھواں دے گی۔ البتہ اگر شنگرف کی ڈلی کی ڈلی ہی کشتہ کی جائے۔ تو خواہ وہ انڈوں میں پکائی جائے یا کسی اور روغنی چیز میں اسے دھواں نہ دینا چاہیے۔

(۲) کشتہ شنگرف کی ایک یہ بھی نہایت عمدہ پہچان ہے کہ اگر اس کے دو تین دن کے استعمال سے جسم کی حرارت بڑھ جائے۔ ہاتھ پاؤں اور دیگر اعضائے جسمانی ٹوٹتے ہوئے معلوم دیں تو یہ اس کے ناقص ہونے

کی دلیل ہے برخلاف اس کے اگر جسم میں چستی اور طاقت و توانائی سی محسوس ہو۔ تو یہ کشتہ شنگرف کے عمدہ ہونے کی دلیل ہے۔

کشتہ سنکھیا

(۱) سنکھیے کا کشتہ اگر آگ پر دھواں نہ دے نیز باوزن ہو تو اسے کامل سمجھنا چاہیے۔

(۲) سنکھیا بالکل ہی کچا استعمال کیا جا سکتا ہے۔ ڈاکٹر عموماً کچا ہی استعمال کرتے ہیں۔ اس لیے اس کی ترکیبیں جن میں سنکھیا مزید قوت اور اصلاح کے لیے بعض روغنی چیزوں میں پکایا جاتا ہے۔ آگ پر دھواں بھی دیتی ہیں۔ لیکن اس کے باوجود قابل استعمال ہیں۔

کشتہ ہڑتال ورقی

(۱) ہڑتال کا کشتہ منجمد خون پر ڈالیں۔ اگر خون برنگ اصلی ہو کر بہنے لگے تو بہتر سمجھیں ورنہ ناقص۔

(۲) ہم نے آج تک ہڑتال کا کوئی ایسا کشتہ نہیں دیکھا جو منجمد خون پر ڈالنے سے اسے برنگ اصلی سیال بنا دے۔ ہڑتال کا شگفتہ، سفید رنگ، باوزن آگ پر دھواں نہ دینے والے کشتہ کو بہترین کشتہ سمجھنا چاہیے۔

کشتہ ابرک

(۱) ابرک کا بالکل بے چمک ہو جانا اس کے کشتہ ہو جانے کی دلیل ہے۔

(۲) ابرک کے کشتہ کو آب برگ مورد تازہ کے ساتھ ملیں۔ اگر اس میں چمک پیدا ہو جائے اور پھر اصلی حالت پر آ جائے تو بہتر ہے ورنہ ناقص سمجھنا چاہیے۔

کشتہ جات کے استعمال کے متعلق چند ضروری ہدایات

جس چیز میں کشتہ تیار کیا جائے اس کی تاثیر بھی ایک حد تک کشتہ میں موجود ہوتی ہے۔ اس لیے جس مرض کے

لیے کوئی استعمال نہ کیا جائے اگر وہ اس مرض کو دور کرنے والی چیزوں میں بنا ہوا ہے تو زیادہ بہتر ہے مثال کے طور پر ست ریٹھوں میں بنا ہوا کشتہ سنکھیا خون صاف کرنے اور آتشک دور کرنے کے لیے زیادہ مفید ہوگا۔ اور سنکھاہولی میں بنا ہوا کشتہ سنکھیا خون صاف کرنے کی تاثیر میں اگرچہ ست ریٹھوں والے کشتہ سنکھیا سے کمزور ہوگا لیکن باہ کو طاقت دینے میں اس سے زیادہ زود اثر ہوگا۔ جمال گوٹہ اور حنظل میں تیار کیا ہوا کشتہ سم الفار جلاب لگانے اور خون کا فساد دور کرنے کی تاثیر رکھے گا۔ اب اگر کوئی ایسے کشتے کو یہ سمجھ کر کہ سنکھیے کا کشتہ مقوی باہ ہوتا ہے کسی ضعف باہ کے مریض کو کھلانا شروع کر دے تو سمجھو کہ اس کا سر پھر گیا ہے وہ خود بھی رسوا ہوگا۔ مریض کو بھی خراب کرے گا۔ اور کشتوں کے نام کو بھی بدنام کرے گا

(۲) کشتہ جات نہایت تیز اور زود اثر ہوتے ہیں۔ اس لیے اوّل روز ان کو اصل خوراک سے چوتھائی مقدار میں کھلائیں۔ پھر بتدریج بڑھا کر دو چار روز میں پوری خوراک پر لے آئیں۔ لیکن دو چار روز کے استعمال سے کشتہ گرمی خشکی کرتا ہوا معلوم ہو تو اصل خوراک تک نہ بڑھائیں۔ بلکہ اسی مقدار سے دیں۔ جس سے گرمی خشکی نہ ہونے پائے۔

(۳) زیادہ دیر تک کوئی دوا استعمال کرائی جائے تو جسم انسانی اس کا عادی ہو جاتا ہے۔ پھر وہ دوا نہیں رہتی روزمرہ کی خوراک بن جاتی ہے۔ اس لیے اگر کسی کشتہ کو زیادہ دیر تک کھلانے کی ضرورت ہو تو تھوڑی مقدار سے شروع کر کے ایک ہفتہ تک آہستہ آہستہ بتدریج بڑھائیں۔ پھر ایک ہفتہ تک اسی مقدار میں استعمال کراتے رہیں۔ اس کے بعد ایک ہفتہ میں تھوڑا تھوڑا کر کے بالکل چھوڑ دیں۔ ضرورت ہو تو اسی طرح، دوسرا، تیسرا چکر پورا کریں۔ اس طرح کشتہ روزمرہ کی خوراک نہیں بنتا۔ بلکہ ایک کارگر دوا کی طرح جسم میں جذب ہو کر اپنا پورا فائدہ دکھاتا ہے۔

(۴) کشتہ جات عموماً قوی الاثر اور سریع الہضم ہوتے ہیں۔ اگر ایک ہفتہ تک کسی کشتہ کے با پرہیز استعمال کرنے سے بھی کوئی نفع یا نقصان ظہور میں نہ آئے تو یقین کر لیں کہ کشتہ آپ کے مزاج کے موافق نہیں ہے۔ اس کا استعمال ترک کر دیں۔ لیکن جن کشتوں کی ترکیب میں صاف طور پر لکھ دیا گیا ہے کہ کم از کم اتنے روز استعمال کرنے کے بعد ہی فائدہ نظر آئیگا۔ اس کا استعمال اس کم از کم وقت تک ضرور کرنا چاہیے۔ پھر بھی اگر کوئی فائدہ

نظر آئے تو اس کا استعمال جاری رکھنا فضول ہے۔ جو کشتہ کسی مرض کو ایک ماہ میں پورا فائدہ کرنے کا دعوےٰ رکھتا ہے۔ اس کا اثر اول تو تیسرے روز نہیں تو ساتویں روز تک ضرور ہونا چاہیے۔

(۵) موسم گرما میں کشتہ جات کے استعمال سے پرہیز کریں۔ بخصوصیت سے گرم تیز اور محرک کشتے ہرگز استعمال نہ کریں۔ بشدید ضرورت ہو تو بہت کم مقدار میں استعمال کریں۔ دودھ، عرق کیوڑہ اور شربت صندل وغیرہ حسب ضرورت اُن کی گرمی کو اعتدال پر لانے کے لیے استعمال میں رکھیں۔

(۶) تیز اور محرک کشتے عموماً گرم خشک ہوتے ہیں۔ اس لیے ان کی گرمی خشکی کو دور کرنے کے لیے دودھ گھی کا کثرت سے استعمال کرنا چاہیے۔ اس سے صحت جسمانی بھی قابل رشک بن جائے گی اور کشتہ جات بھی ضرر نہ پہنچا سکیں گے۔

(۷) کشتہ جات کے دوران استعمال میں اچار، سرکہ، کھٹی، تیز مصالحہ، مرچ سرخ اور تیل کی بنی ہوئی چیزوں سے سخت پرہیز رکھیں۔ جامعت کا خیال بھی دل میں نہ لائیں۔ بیوی سے دور رہیں۔ غم و غصہ ترک کریں بلکہ طبیعت کو ساکن رکھنے کی کوشش کریں۔ کشتہ جات کے دوران استعمال میں ورزش و ریاضت جسمانی بھی بہت کم کرنی چاہیے۔ بلکہ حتی الوسع ترک کرنی چاہیے۔

(۸) زیادہ گرم مزاج نوجوانوں، حاملہ عورتوں اور چھوٹے بچوں کو تیز اور گرم کشتے مت کھلائیں، ورنہ بجائے فائدہ کے نقصان ہوگا۔ جو لوگ حد سے زیادہ کمزور ہیں۔ وہ اگر ایک دم تیز اور گرم کشتے کھانا شروع کر دیں تو ناقابل برداشت نقصان اٹھاتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو حسب طاقت نہایت قلیل مقدار سے استعمال کرنا شروع کرنا چاہیے۔ جب جسم میں طاقت آجائے۔ اس وقت کشتے کی خوراک میں اضافہ کریں ورنہ جلد بازی کا نتیجہ اکثر خطرناک ہوا کرتا ہے۔

(۹) جن دنوں کشتوں کا استعمال کیا جا رہا ہو ان دنوں کسی تجربہ کار حکیم یا ڈاکٹر کے مشورہ کے بغیر کسی انگریزی دوا کا استعمال نہ کرنا چاہیے۔ صرف ایک چیز استعمال کریں۔ یا کشتہ یا انگریزی دوا۔

ضروری نوٹ: شنگرف، سنکھیا، ہڑتال، تانبہ جیسے تیز اور محرک کشتوں کے دوران استعمال میں مندرجہ بالا ہدایات کی نہایت سختی سے پابندی کریں۔ نقرہ، جست، مونگا، موتی، ابرک جیسے بے ضرر کشتوں کے دوران

استعمال میں زیادہ سخت پابندی کی ضرورت نہیں ہے۔ مونگا، موتی، ابرک، قلعی جیسے کشتے موسم گرما میں بچہ بوڑھا، عورت، ضعیف کمزور سب کو بے دھڑک کھلائے جا سکتے ہیں۔ ان سے کسی قسم کے خطرے کا اندیشہ نہیں ہے۔

تمت بالخیر

طبی کتب
مصنف: حکیم محمد عبداللہ
کنز المجربات ـ کنز المرکبات ـ کنز المفردات ـ کنز الاطبا ـ پاکستان و ہندوستان کی جڑی بوٹیاں ـ مفت علاج ـ سستا علاج ـ پھلوں سے علاج ـ پھولوں سے علاج ـ گھر کا علاج ـ کمزوری اور نامردی کا شرطیہ علاج ـ علاج الاحتلام ـ ازالۃ القبض ـ موسمی تجارب ـ معمولات شیرازی ـ حلقۂ مجربات ـ تحفۂ گرما ـ کشتہ جات کی پہلی کتاب ـ گنجینۂ روزگار ـ کتاب پرہیز و غذا ـ طبیب کے اوصاف ـ نوجوانوں کی صحت بگڑنے کے اسباب۔
خواص ہی خواص
خواص شہد خواص پیاز خواص نمک خواص دودھ خواص دہی خواص گھی
خواص سیب خواص انار خواص مرچ خواص لہسن خواص سنگترہ خواص شہتوت
خواص تربوز خواص لیموں خواص برگد خواص آک خواص تمباکو خواص آم
خواص پھٹکڑی خواص سونف خواص مولی خواص گاجر خواص ہلدی خواص دھنیا
خواص گل سرخ خواص بادام خواص کدو خواص انڈا خواص مدائن خواص پیپل
خواص کیکر خواص گھی کوار خواص دھتورہ خواص نیم خواص سرس خواص کوڑی
خواص ریٹھہ خواص ستیاناسی خواص مہندی خواص انگور
مازاں چٹکلے (حکیم محمد رحمت اللہ) ● ہدایات کشتہ سازی (پنڈت کرشن کنور دت شرما)
تحفۂ رحمت ● اکسیری کشتہ جات کرشن ● اکمل کشتہ جات (۲)
علم و عمل کشتہ جات (پنڈت کرشن کنور دت شرما) ● جڑی بوٹیاں انسان کے عجیب و غریب فوائد
تفہیم النبض (مظفر اعوان) ● رکھشا پانچ حصے (پنڈت کرشن کنور دت شرما)
دولت کمانے کی کل ● بیکار رہنا چھوڑیئے۔ کاروبار شروع کیجیے
مجربات حکمائے پاک و ہند ● بلڈ پریشر اور اس کا علاج
ادارہ مطبوعات سلیمانی ۴۰ بی اردو بازار لاہور